2 اقتصادی نمو

2.1 عمومی جائزہ

دورانِ سال جڑواں خسارے کو پست رکھنے کے لیے کیے گئے پالیسی اقدامات کا اقتصادی سرگرمی پر گہرا اثر پڑا۔ مالی سال 19ء کے دوران خام ملکی پیداوار (جی ڈی پی) کی حقیقی نمو کم ہو کر 3.3 فیصد ہو گئی جبکہ ایک سال پہلے یہ 5.5 فیصد تھی، جس سے نمو کے چکر میں مندی کا رجحان دکھائی دیا۔ صنعتی شعبے کا زوال (بالخصوص اشیاسازی کی سرگرمیوں میں) خاصا شدید تھا جو جی ڈی پی کی نمو میں اس شعبے کے حصے میں تخفیف کا عکاس تھا (**شکل 2.1**)۔ اسی طرح مجموعی طور پر زراعت کے شعبے میں بری کارکردگی دکھائی دی، کیونکہ پانی کی قلت اور مہنگے خام مال نے اہم فصلوں کی پیداوار کو زک پہنچائی۔ اجناس کی پیداوار کے شعبوں سے روابط کے باعث خدمات کے شعبے کی رفتارِ نمو میں بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں نمایاں کمی آئی۔

شکل 2.1 الف: شعبہ جاتی نمو

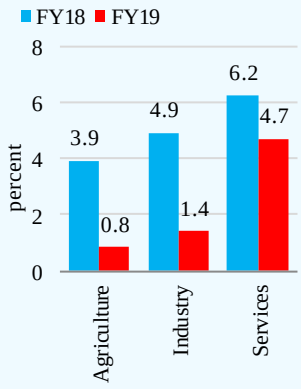

شکل 2.1 ب: جی ڈی پی نمو میں حصہ

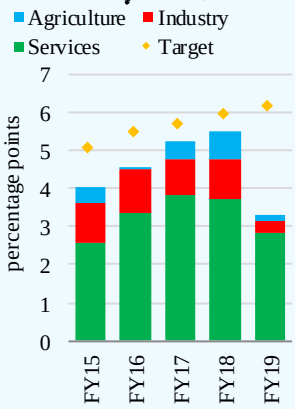

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 19ء کے دوران شعبۂ زراعت میں 0.8 فیصد کی معمولی نمو درج کی گئی جبکہ ایک سال قبل 3.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ شعبۂ فصل کی پیداوار میں تخفیف تھی۔ چھوٹی فصلوں میں مثبت نمو کو اہم فصلوں کی پیداوار میں تیز کمی نے زائل کر دیا۔ خریف کی اہم فصلوں (علاوہ مکئی) کی پیداوار میں کمی آئی جبکہ ربیع کی اہم فصل گندم میں بھی کمی دکھائی دی۔ خریف کے مہینوں کی اہم بات اس کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی تھی جس کی بڑی وجہ پانی کی قلت اور گذشتہ مدت میں گنا، چاول، کپاس کے بازاری نرخوں میں کمی تھی۔ کپاس کی پیداوار کے حوالے سے **باکس 2.1** بعض اہم پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے اور چند ہمسر ممالک کی پالیسیوں کے اسباق پر روشنی ڈالتا ہے جو مستقبل میں پیداوار بڑھانے میں مددگار ہو سکتے ہیں۔

مزید برآں، مالی سال 19ء کے دوران خام مال کی قیمتوں میں اضافے کے نتیجے میں کھادوں (بالخصوص ڈی اے پی) کی کھپت میں کمی آئی اور کیڑے مار ادویات کے ناکافی استعمال نے پیداوار میں کمی کو مزید ابتر کر دیا۔ یہ صورتِ حال ربیع کے موسم میں خاصی بہتر ہوئی کیونکہ بھرپور بارشوں نے پانی کی دستیابی کے دباؤ کو کم کر دیا؛ تاہم، کھاد کے پست استعمال کے ساتھ ساتھ دیگر رکاوٹیں برقرار رہیں۔ ان تمام عوامل کے نتیجے میں مسلسل دوسرے برس گندم کی پیداوار کم رہی، اگرچہ مالی سال 18ء کے مقابلے میں تخفیف کسی قدر پست تھی۔ مجموعی طور پر شعبۂ فصل کا حصہ منفی رہا جبکہ یہ شعبۂ گلہ بانی کی مستقل شراکت تھی جس نے زراعت کے شعبے کی مثبت نمو کو برقرار رکھا۔ گلہ بانی کے شعبے میں اس نمو کی وجہ دودھ اور پولٹری پیداوار کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

اسی دوران، مالی سال 19ء میں صنعتی شعبے کی نمو کم ہو کر 1.4 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 18ء میں یہ 4.9 فیصد تھی، یہ گذشتہ چھ برسوں کی پست ترین سطح ہے۔[1] بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) اور تعمیرات میں کمی کو اس کی بنیادی وجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ سرکاری ترقیاتی اخراجات اور نجی شعبے کی پست تعمیراتی سرگرمیوں کا اثر تعمیرات

[1] صنعتی شعبے کی سابقہ پست نمو (0.75 فیصد) مالی سال 13ء میں ہوئی تھی۔

سے منسلک صنعتوں پر پڑا۔ مزید برآں، کچل کاری کے موسم کے پہلے حصے میں فاضل ذخیروں کی وجہ سے چینی کی صنعت کی کارکردگی بری طرح متاثر ہوئی۔[2] موسم کے دوسرے حصے میں خام مال اور گنے کی پست دستیابی کے باعث کچل کاری کی سرگرمیاں متاثر ہوئیں۔ گاڑیوں کی صنعت میں متنوع مسائل، جیسے نان ٹیکس فائلرز کے لیے گاڑیوں کی خریداری پر پابندی، شرحِ مبادلہ کی کمی کی وجہ سے گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافے اور بلند مالکاری لاگتوں کے باعث تخفیف ہوئی۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی اور تعمیرات کے شعبوں کے غیر متاثر کن نتائج کے علاوہ کان کنی اور کوکنی میں بھی کمی درج کی گئی جس کی وجہ کوئلے اور قدرتی گیس کے اخراج کی پیداوار میں کمی تھی۔ تاہم اس ضمن میں ایک قابلِ ذکر امید افزا امر یہ تھا کہ بجلی کی پیداوار اور بجلی و گیس کی ترسیل میں نمایاں نمو نے شعبۂ صنعت کی مجموعی نمو کو مثبت سمت میں برقرار رکھا۔

شکل 2.2: جی ڈی پی میں شعبہ جاتی حصہ

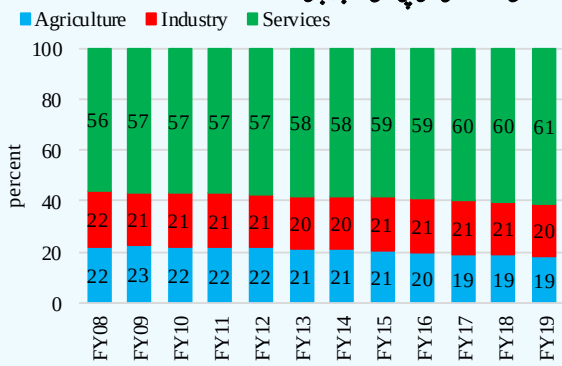

* Rounded off to nearest whole number; shares may not sum to100
Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.3: زرعی شعبے کی نمو میں حصہ

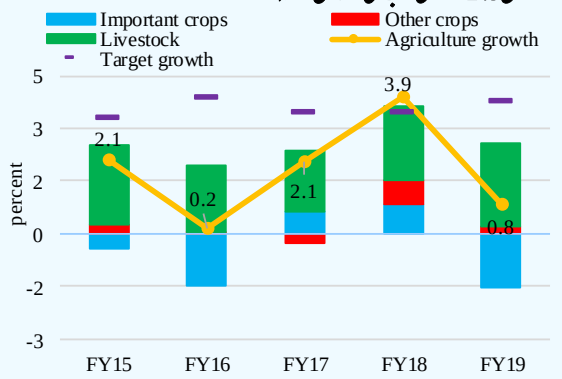

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

اجناسی پیداوار کے شعبوں کی پست کارکردگی کی طرح مالی سال 19ء میں شعبۂ خدمات کی نمو کم ہو کر 4.7 فیصد ہو گئی جبکہ گذشتہ برس یہ 6.2 فیصد تھی۔ تھوک اور خردہ تجارت، جو ملکی جی ڈی پی میں نمایاں حصے کی حامل ہے، کی نمو مالی سال 18ء کے مقابلے میں تقریباً نصف رہ گئی؛ اگرچہ ای کامرس سرگرمیوں اور بڑے شاپنگ مالز کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے حوالے سے منقولی شہادت بتاتی ہے کہ ملکی اشیا کی فروخت اور خدمات کے بعض اجزا کی کارکردگی اچھی تھی؛ اس تاثر کو مالی سال 19ء میں علاوہ پٹرولیم مصنوعات سیلز ٹیکس وصولی میں 7.2 فیصد نمو سے مزید تقویت ملی جبکہ گذشتہ برس 4.8 فیصد نمو ہوئی تھی (تفصیلات کے لیے دیکھیے، **باب 4**)۔ مالیات اور بیمہ سرگرمیوں میں کمی آئی کیونکہ سال کے بیشتر حصوں کے دوران امانتوں میں اضافے اور جدولی بینکوں کی جانب سے نجی شعبے کو قرض گاری نسبتاً کم رہی۔ نیز، اگرچہ مالی سال 18ء کے مقابلے میں عمومی حکومتی خدمات میں سست روی آئی تاہم حاضر سروس ملازمین اور ریٹائر سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن کی وجہ سے اس زمرے کی نمو نسبتاً مضبوط رہی۔ گذشتہ برس کے مقابلے میں سڑکوں پر نقل و حمل کی خدمات کی نمو تقریباً دوگنا ہو گئی جو مثبت پیش رفتوں میں سے ایک ہے۔

فی الحال، صنعت اور زراعت کی قیمت پر شعبۂ خدمات کے بڑھتے ہوئے حصے کے مسئلے سے نمٹنے کی ضرورت ہے (**شکل 2.2**)۔ پاکستان زیادہ تر ناقابلِ تبادلہ خدمات فراہم کرتا ہے جن کی کھپت ملکی سطح پر ہو جاتی ہے۔ ساتھ ہی صنعتی پیداوار، برآمدات اور بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری کمزور ہو چکی ہیں۔ تجارتی خسارے کو قابلِ برداشت بنانے کے لیے اس صورتِ حال کی اصلاح ضروری ہے۔ ایک مربوط صنعتی پالیسی نافذ کرنا فوری ترجیحات میں شامل ہونا چاہیے، جبکہ وسط مدت میں ناقابلِ تبادلہ خدمات سے قابلِ برآمد خدمات کی جانب بتدریج تبدیلی بھی کی جانی چاہیے۔

2.2 زراعت

مالی سال 19ء کے دوران زرعی شعبے کی کارکردگی مقررہ ہدف سے کم رہی کیونکہ اس میں 0.8 فیصد کی معمولی نمو درج کی گئی جبکہ گذشتہ برس 3.9 فیصد کی نمایاں نمو ہوئی تھی (**شکل 2.3**)۔ مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء کی مسلسل دو برسوں کی لائقِ تحسین کارکردگی کے بعد شعبۂ فصل کی پست پیداوار کی وجہ سے شعبے کی نمو میں سکڑاؤ آیا۔

[2] چینی کی ملیں اپنے آپریشنز کا آغاز اکتوبر-نومبر میں کرتی ہیں اور موسم کا اختتام اگلے برس مارچ-اپریل میں ہوتا ہے۔

اس کی بڑی وجہ اہم فصلوں (علاوہ مکئی) کی پیداوار میں خاصی تخفیف تھی۔ خریف کے موسم میں اس کی بڑی وجہ پانی کی قلت نیز سابقہ مدت میں گنے، کپاس اور چاول کے پست بازاری نرخوں کے باعث زیرِ کاشت رقبے میں کمی تھی۔ مزید برآں، خام مال کی قیمتوں میں اضافے کے باعث کھاد کے کم اور کیڑے مار ادویات کے ناکافی استعمال کے نتیجے میں ہونے والی پیداوار میں کمی بھی قابلِ غور تھی۔ اگرچہ ربیع کے موسم میں بہتری آئی کیونکہ بھرپور بارشوں کی وجہ سے پانی کی دستیابی کا دباؤ کم ہو گیا؛ تاہم کھاد کے پست استعمال کے نتیجے میں گندم کی پیداواری نمو بہت کم رہی کیونکہ دیگر عوامل اپنی جگہ برقرار تھے۔ مالی سال 19ء میں اہم فصلوں کے شعبے میں 6.6 فیصد سکڑاؤ آیا جبکہ مالی سال 18ء میں 3.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔

جدول 2.1: کھاد کا استعمال اور قیمتیں

استعمال ہزار ٹن میں؛ قیمت روپے میں فی 50 کلوگرام بوری؛ نمو فیصد میں

		استعمال				قیمتیں		
		خریف	ربیع	کُل	خریف	ربیع	اوسط
یوریا	2017ء	2,704	2,892	5,596	1,648	1,369	1,508
	2018ء	3,234	2,944	6,178	1,336	1,404	1,370
	2019ء	2,887	3,033	5,920	1,549	1,783	1,666
	نمو	-10.7	3.0	-4.2	-	-	
ڈی اے پی	2017ء	696	1,607	2,303	2,849	2,544	2,696
	2018ء	994	1,403	2,397	2,597	2,860	2,729
	2019ء	901	1,164	2,065	3,251	3,576	3,414
	نمو	-9.4	-17.0	-13.9	-	-	-

خریف کا دورانیہ اپریل تا ستمبر ہے اور ربیع کا اکتوبر تا مارچ

ڈیٹا کا ماخذ: نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سینٹر

اگرچہ چھوٹی فصلوں کی 2.0 فیصد نمو مالی سال 18ء کی 6.2 فیصد متاثر کن نمو کے مقابلے میں کمزور تھی، تاہم روغنی بیجوں (22.4 فیصد نمو) اور دالوں (23.5 فیصد نمو) کی پیداوار میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتری دیکھی گئی۔ بالآخر گلہ بانی کے شعبہ نے اپنی 4.0 فیصد کی نمو برقرار رکھی جس نے شعبۂ زراعت کی نمو کو مثبت سمت میں دھکیل دیا۔

خام مال

خام مال کے حوالے سے، پانی کی دستیابی دباؤ کا شکار رہی کیونکہ فصلی مدت (اپریل 2018ء تا مارچ 2019ء) کے دوران آبپاشی کے لیے پانی کی دستیابی مالی سال 18ء کے مقابلے میں 10.4 فیصد کم تھی۔ مالی سال 19ء کے دوران خریف کے موسم میں پانی کی کمی بہت زیادہ محسوس کی گئی کیونکہ مجموعی دستیابی 14.8 فیصد تھی جو گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی کم تھی۔ سندھ، جہاں زمینی پانی زیادہ تر کھارا ہے، میں یہ کمی شدید تھی۔ تاہم پنجاب میں کسانوں نے ٹیوب ویل پر زیادہ انحصار کیا۔ یہ طویل خشک سالی کی مدت مالی سال 19ء کی دوسری سہ ماہی میں بھرپور بارشوں سے ختم ہوئی جس نے ربیع کے موسم میں کسانوں کو مدد بہم پہنچائی۔

شکل 2.4: زرعی قرضوں کی تقسیم میں نمو

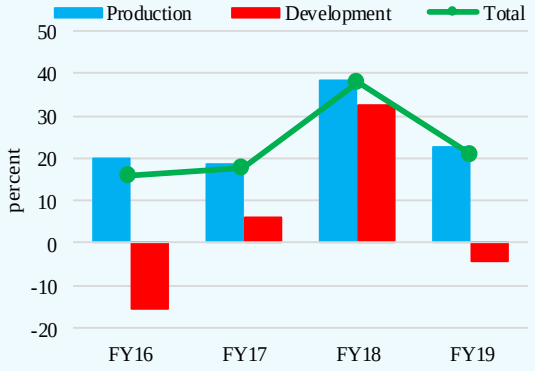

Data source: State Bank of Pakistan

پانی کی پست دستیابی اور قیمتوں میں اضافے سے مالی سال 19ء میں کھادوں کے استعمال میں 6.8 فیصد کی نمایاں کمی آئی جبکہ مالی سال 18ء میں 8.6 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ مالی سال 19ء کے فصل کے موسم میں یوریا اور ڈی اے پی کے استعمال میں بالترتیب 4.2 فیصد اور 13.9 فیصد کمی آئی۔ اس کی وجہ گذشتہ دو برسوں کے مقابلے میں قیمتوں میں مضبوط اضافہ تھا۔ ربیع کے موسم میں یوریا کے استعمال میں معمولی بہتری آئی تاہم ڈی اے پی کا استعمال مزید کم ہو گیا جس کے نتیجے میں فصلی شعبے کے کھاد کے مجموعی استعمال میں دوہندسی کمی آئی (**جدول 2.1**)۔ عالمی قیمتوں میں اضافے اور پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے ڈی اے پی کی قیمتیں بڑھ گئیں، جبکہ گیس کی قیمتوں میں اضافے اور زرِ اعانت واپس لینے سے یوریا کی قیمت میں اضافہ ہو گیا۔[3]

[3] اس سے پہلے یوریا کی فی بوری پر دیا جانے والا نقد زرِ اعانت مالی سال 17ء میں 156 روپے فی بوری اور مالی سال 18ء میں 100 روپے فی بوری مالی سال 19ء کے دوران مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔

شعبۂ فصل کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے مالی سال 19ء میں زرعی شعبے کو دیے جانے والے قرضوں کی نمو پست رہی جو 20.7 فیصد تھی جبکہ مالی سال 18ء میں یہ 38.1 فیصد تھی۔ مالی سال 19ء کے دوران 1174 ارب روپے کی فراہمی کے ساتھ زرعی قرضے میں 20.7 فیصد نمو ہوئی۔ رقوم کی فراہمی میں اضافے کی وجہ کارپوریٹ کاشت کاری قرضوں میں ہونے والی توسیع کے باعث پیداواری قرضوں میں نمایاں نمو تھی۔ ترقیاتی قرضوں میں مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء کی نمایاں نمو کے بعد 4.1 فیصد کی تخفیف ہوئی جس کی وجہ ٹریکٹرز اور دیگر مشینری کی پست خریداری تھی (**شکل 2.4**)۔ گوشت اور گلہ بانی کی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی طلب کے باعث غیر فارمی شعبے کو رقوم کی فراہمی میں بھی بھرپور نمو دکھائی دی۔

جدول 2.2: اہم فصلوں کی کارکردگی

نمو فیصد میں

	مالی سال 17ء	مالی سال 18ء	مالی سال 19ء	نمو	
				مالی سال 18ء	مالی سال 19ء
رقبہ (ہزار ہیکٹرز میں)					
کپاس	2,489	2,700	2,373	8.5	-12.1
چاول	2,724	2,901	2,810	6.5	-3.1
گنا	1,218	1,343	1,102	10.3	-17.9
گندم	8,972	8,797	8,771	-2.0	-0.3
مکئی	1,348	1,251	1,318	-7.2	5.4
پیداوار (ہزار ٹن میں؛ کپاس کے لیے، ہزار گانٹھیں)					
کپاس	10,671	11,946	9,861	11.9	-17.5
چاول	6,849	7,450	7,202	8.8	-3.3
گنا	75,482	83,333	67,174	10.4	-19.4
گندم	26,674	25,076	24,279	-6.0	-3.2
مکئی	6,134	5,902	6,309	-3.8	6.9
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر میں)					
کپاس	729	752	706	3.3	-6.1
چاول	2,514	2,568	2,562	2.1	-0.2
گنا	61,972	62,050	60,956	0.1	-1.8
گندم	2,973	2,851	2,768	-4.1	-2.9
مکئی	4,550	4,718	4,787	3.7	1.5

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

پیداوار

مالی سال 19ء کے دوران سوائے مکئی کے خریف اور ربیع کی اہم فصلوں کی پیداوار میں کمی کی وجہ سے فصلی شعبے میں سکڑاؤ آیا (**جدول 2.2**)۔ چھوٹی فصلوں کی نمو، گو کہ مثبت رہی، لیکن یہ مالی سال 18ء کے مقابلے میں نمایاں طور پر پست تھی؛ تاہم روغنی بیجوں کی فصلوں کی پیداوار میں بہتری آئی۔ خریف کی فصلوں میں سکڑاؤ کی بڑی وجہ زیرِ کاشت رقبے میں کمی تھی کیونکہ گنے، چاول اور کپاس کے مجموعی رقبے میں 9.5 فیصد کی سال بسال کمی آئی جو گذشتہ نو برسوں میں سب سے پست ہے۔ مزید برآں، یافتوں میں بہتری رقبے میں ہونے والی کمی کی تلافی کرنے کے لیے ناکافی تھی۔ صوبائی سطح پر تجزیے سے پتا چلتا ہے کہ سندھ میں اہم فصلوں کے زیرِ کاشت رقبے میں تمام فصلوں کے لیے 16.3 فیصد کی نمایاں کمی آئی ہے۔

شکل 2.5: مجموعی فارم شعبے کے قرضوں کے فیصد کے طور پر زمین کے لحاظ سے قرضوں کی تقسیم

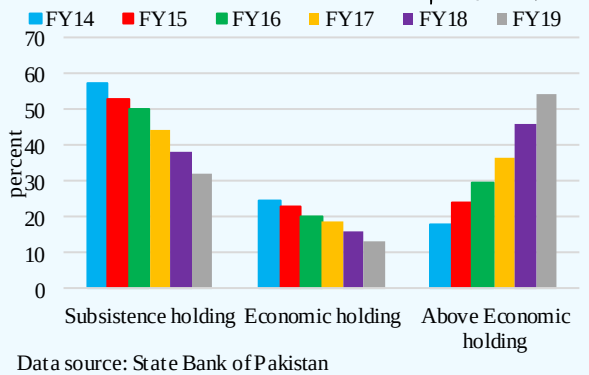

Data source: State Bank of Pakistan

خریف کی فصلیں

کپاس

سال کے اختتام پر دستیاب اعداد و شمار کے مطابق کپاس کی پیداوار گھٹ کر 9.9 ملین گانٹھیں رہ گئی جبکہ مالی سال 17ء اور مالی سال 18ء میں بتدریج بہتری آئی تھی۔ گذشتہ دس برسوں کی یہ دوسری پست ترین پیداوار زیرِ کاشت رقبے میں دوہندسی کمی کا نتیجہ تھی۔ رقبے میں یہ تخفیف 12.1 فیصد تھی جس میں سب سے بڑا حصہ سندھ کا تھا۔ رقبے میں کمی کی دو اہم وجوہات تھیں: i) بالخصوص سندھ میں محسوس کی جانے والی پانی کی کمی، اور ii) گذشتہ موسم میں پست قیمتوں کے نتیجے میں پست تر منافع؛ ستمبر تا مارچ مالی سال 18ء میں کپاس کے بیجوں کی اوسط قیمت 16.2 فیصد کمی کے ساتھ فی 40 کلوگرام 2928 روپے تھی جبکہ ستمبر تا مارچ مالی سال 17ء میں 3401 روپے تھی۔

زیرِ کاشت رقبے میں کمی کے علاوہ یافت بھی 6.1 فیصد کم ہوگئی۔ پنجاب سے حاصل ہونے والی فی ہیکٹر پست یافت سے اس کی عکاسی ہوتی ہے (**جدول 2.3**)، باوجودیکہ سندھ میں پیداوار بہتر ہوئی۔ یافت میں اس کمی کی اہم وجوہات یہ ہیں:i) کٹائی کے موسم میں کیڑوں کا حملہ، اور ii) کاشتکاری کے ناقص طریقے اپنانا۔[4] اگرچہ بنیادی طور پر رقبے میں اضافے سے پیداوار میں نمو ہوتی ہے تاہم یافت میں اضافے کے لیے بہتر معیار کے بیج ضروری ہیں۔ پالیسی ساز کپاس میں بہتری کے لیے پالیسی وضع کر رہے ہیں؛ تاہم اس ضمن میں ایک اہم قابلِ غور امر کپاس کی علامتی قیمت بندی کے طریقہ کار کو متعارف کروانا ہے۔ علامتی قیمت بندی کا مقصد کسی فصل کے رقبے میں اضافہ ہے، نیز دیگر پہلوؤں اور پالیسیوں پر بھی غور کیا جانا چاہیے۔(**باکس 2.1**)

جدول 2.3: صوبے کے لحاظ سے کپاس کی پیداوار

نمو فیصد میں

	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال19ء	نمو مالی سال18ء	نمو مالی سال19ء
رقبہ (ہزار ہیکٹر زمیں)					
پنجاب	1,815	2,053	1,888	13.1	-8.0
سندھ	637	612	448	-4.0	-26.7
پاکستان	2,489	2,700	2,373	8.5	-12.1
پیداوار (ہزار ٹن میں؛ کپاس کے لیے، ہزار گانٹھیں)					
پنجاب	6,980	8,077	6,826	15.7	-15.5
سندھ	3,600	3,776	2,938	4.9	-22.2
پاکستان	10,676	11,945	9,860	11.9	-17.5
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر میں)					
پنجاب	654	669	615	2.3	-8.1
سندھ	961	1,049	1,114	9.2	6.2
پاکستان	729	752	706	3.1	-6.1

ڈیٹا کا ماخذ: کپاس کی رپورٹنگ کے صوبائی مراکز

باکس 2.1 کپاس پالیسی: علامتی قیمت بندی اور دیگر اہم پہلو جن پر غور ضروری ہے

کپاس، جو ایک اہم نقد آور فصل ہے اور ٹیکسٹائل صنعت کے لیے ناگزیر ہے، کی پیداوار گذشتہ کئی برسوں سے طلب سے نمایاں کم ہے۔ دنیا میں کپاس کے اہم پیداکار ہونے کے باوجود پاکستان آمیزش اور برآمدی معیار کی ٹیکسٹائل مصنوعات کی تیاری کے لیے بہتر گریڈ کی کپاس درآمد کرتا ہے۔ کپاس کی مقامی ملوں کی سالانہ اوسط کھپت 13 سے 14 ملین گانٹھیں ہے۔[5] تاہم، کپاس کی پیداوار جو مالی سال 10ء تا مالی سال 15ء کے دوران 12.9 ملین گانٹھیں سالانہ تھی مالی سال 16ء سے کم ہو کر اوسطاً 10.6 ملین گانٹھیں رہ گئی ہے، جو حکومت کے سالانہ ہدف سے خاصی کم ہے۔ چنانچہ، گذشتہ کئی برسوں سے اس کی قلت اوسطاً 3 سے 4 ملین گانٹھیں سالانہ ہے۔ پیداوار میں یہ کمی کپاس کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی اور پست یافت کا نتیجہ ہے (**شکل 2.1.1**)۔ پیداوار میں اضافے کے لیے ایک حل علامتی قیمت بندی کا طریقہ کار متعارف کروانا ہے۔ اگرچہ حکومت اس پر غور کر رہی ہے تاہم جب تک تفصیلات سامنے آتی ہیں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ علامتی قیمت بندی کی پالیسی کے لیے حکومت کی جانب سے بھرپور کوشش کی ضرورت ہے تاکہ نجی شعبے کو علامتی قیمت بندی پر خریداری پر راغب کیا جاسکے۔ اس کے لیے عالمی قیمت بندی کے نشانیے کو مسترد کرنا ہوگا جو اس وقت ملکی کپاس کی قیمت کا تعین کرتا ہے۔ یہ باکس پاکستان میں کپاس کی موجودہ پالیسیوں پر روشنی ڈالتا ہے اور پیداواری مسائل کی نشان دہی کرتا ہے۔ مزید برآں، بلند طویل مدتی پیداوار اور بہتر یافت برقرار رکھنے کے لیے قیمت بندی کے علاوہ دیگر ممالک سے اخذ کردہ سبق کے ساتھ دوسرے اہم پہلوؤں پر بھی بات کرتا ہے۔

کپاس کی موجودہ پالیسیاں:

تاریخی طور پر، دیگر اہم فصلوں کے مقابلے میں کپاس کی منڈی میں مداخلت نسبتاً محدود رہی ہے۔ فصل کی پیداوار پر نجی کاشت کاروں کا غلبہ ہے جو دیگر تمام فصلوں کی طرح خام مال جیسے آبپاشی اور کھاد پر رعایتوں (سبسڈیز) کی پالیسی سے استفادہ کرتے ہیں۔ مزید برآں، صوبائی حکومتوں نے کاشت کاروں کو رعایتی نرخوں پر بیجوں کی فروخت کے لیے متعدد پالیسیوں کا نفاذ کیا ہے۔ مارکیٹنگ کی سطح پر جنرز اور اسپنرز کپاس کو منڈی کے نرخ پر خریدتے ہیں جہاں قیمتوں کا تعین منڈی کے تحرکات اور عالمی قیمت بندی کے رجحانات پر ہوتا ہے، چنانچہ اس محاذ پر حکومت کی مداخلت موجود نہیں ہے۔ تجارت کے محاذ پر پاکستان عموماً درآمدات پر ٹیرف کی کم سے کم پابندیاں عائد کرتا ہے؛ تاہم بھارت سے آمد کو محدود کرنے اور ملکی فصل کی کھپت کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت کٹائی کے موسم (جولائی تا دسمبر) کے دوران ٹیرف عائد کر دیتا ہے، جو ملکی رسد کے حجم کو دیکھتے ہوئے جنوری کے بعد ہٹا دیے جاتے ہیں۔ جولائی تا دسمبر 2018ء کے دوران درآمدی کپاس پر 4 فیصد ٹیرف اور 5 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا گیا تھا، جبکہ ملکی کپاس پر سیلز ٹیکس کی چھوٹ دی گئی تھی۔ تاہم، پست ملکی پیداوار اور اعلیٰ معیار کی اقسام کی عدم موجودگی کے باعث خاصی درآمدات کی گئی ہیں۔

[4] ماخذ: کپاس کی فصل کے ہفتہ وار اعداد و شمار، مالی سال 19ء کے دوران بعض شمارے

[5] ماخذ: پاکستان سینٹرل کاٹن کمیٹی

شکل 2.1.1 الف: کپاس کا زیرِ کاشت رقبہ اور یافت کا رجحان

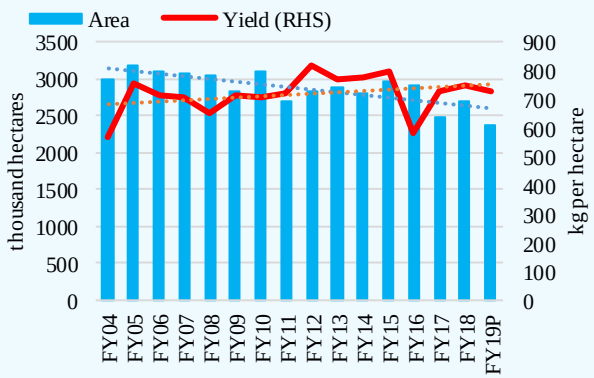

شکل 2.1.1ب: صوبہ وار رقبہ اور یافت

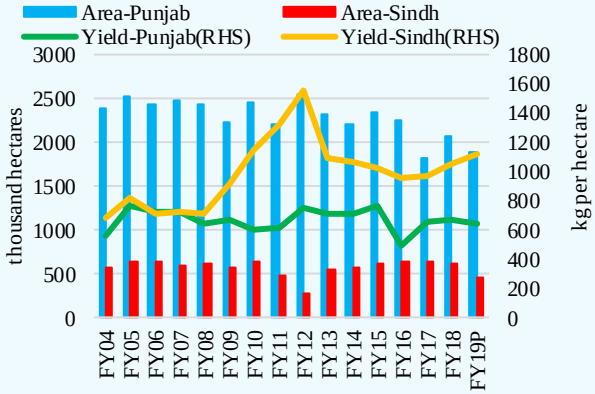

Data source: MNFSR

پیداوار میں مسائل:

- پیداوار میں نمو کی شرح کا زیرِ کاشت رقبے سے گہرا تعلق ہے۔ فی الوقت زیرِ کاشت رقبہ کم ہو رہا ہے جس کی بنیادی وجہ فصل کی پست نفع آوری ہے، کیونکہ برآمد کے قابل فصل یعنی چاول اور گنا، جس کے لیے کھاد کی کم مقدار درکار ہوتی ہے اور جسے بیماری کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے، کے ساتھ اس کی براہِ راست مسابقت ہوتی ہے۔ (**شکل 2.1.1 الف**)۔ کپاس کی پیداواری لاگت کا دیگر فصلوں سے موازنہ ظاہر کرتا ہے کہ مجموعی سرمایہ کاری میں گنے اور چاول سے بلند منافع حاصل ہوتا ہے۔[6]
- یافت کے لحاظ سے، 15 برس پہلے نمایاں فوائد حاصل ہوئے تھے جب بی ٹی کاٹن کی منڈی میں آمد ہوئی تھی۔ مالی سال 2000ء تا مالی سال 04ء کے دوران اوسط یافت 607 کلو گرام فی ہیکٹر تھی؛ جو بڑھ کر مالی سال 05ء تا مالی سال 09ء کے دوران 709 کلو گرام فی ہیکٹر اور مالی سال 10ء تا مالی سال 14ء کے دوران 758 کلو گرام فی ہیکٹر ہو گئی۔ فی الحال، 95 فیصد رقبے پر بی ٹی کاٹن کی پرانی نسل اگائی جا رہی ہے، یہ وہ قسم ہے جو بال ورم (bollworms) کے خلاف بڑھتی ہوئی بے اثریت کی وجہ سے کسانوں کے لیے دشواریاں پیدا کرتی ہے۔ پیٹنٹ کے سست عمل کی وجہ سے پاکستان بی ٹی لائن اپ میں جدید بیج متعارف کروا کے یافتوں اور پیداوار میں اضافے کے حوالے سے اپنے ہمسایہ ممالک سے پیچھے رہ گیا ہے۔

پالیسی پر غور و خوض اور دیگر ممالک سے حاصل ہونے والے اسباق

ایسی صورتِ حال میں پالیسی سازوں کا ارادہ ہے کہ علامتی قیمت بندی کو کاٹن پالیسی کے حصے کو طور پر نافذ کیا جائے تاکہ اس فصل کے زیرِ کاشت رقبے کو بڑھایا جا سکے۔ تاہم، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے علامتی قیمت بندی کافی نہیں ہے اور یافتوں پر توجہ مرکوز کرنے والی خصوصی پالیسیوں، بہتر خام مال اور مالکاری کی ضرورت ہے۔ کلیدی پالیسی تجاویز اور دیگر ممالک سے اخذ کیے گئے اسباق درج ذیل ہیں:

- **بہتر زرعی طریقے:** کیڑے مار ادویات کے استعمال، چنائی کے طریقے اور آبپاشی کے لحاظ سے ناقص زرعی طریقوں سے پیداوار کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ بہتر معیاری بیج اور زرعی طریقے اپنا کر یافتوں میں اضافے کے ضمن میں قیمت بندی کی پالیسی کسانوں کے لیے محدود مراعات فراہم کرتی ہے۔ جیسا کہ گندم اور گنا دونوں کے لیے مشاہدہ کیا گیا رقبے میں اضافے سے بیشتر پیداواری نمو حاصل کر لی گئی لیکن یافت میں اضافہ برائے نام ہے۔ توسیعی خدمات میں بہتری اور کاشتکاری میں جنرز اور مل مالکان کی شمولیت اس عمل کو بہتر بنائے گی۔
- **حقِ دانش اور معاہدوں کے نظام سے بیج کے معیار میں بہتری:** گو کہ بی ٹی کاٹن 15 برس قبل کچھ ترقی پسند کاشت کاروں کی جانب سے متعارف کروائی گئی تھی تاہم سرکاری طور پر اسے 2009ء میں تسلیم کیا گیا اور پہلی بار 2010ء میں اگایا گیا تھا۔ موزوں بیج کی ٹیکنالوجی کے باضابطہ طور پر متعارف کروائے جانے میں ہونے والی تاخیر پر قابو پانے کے لیے پالیسیوں میں بہتری، جیسے بیجوں کی پیٹنٹ اور لائسنسنگ لازمی ہیں۔ حقوقِ املاکِ دانش کی ضروری شرائط کے ساتھ ترمیم شدہ سیڈ ایکٹ 2015ء کے نفاذ اور پلانٹ بریڈرز ایکٹ 2018ء اس شعبے میں مزید بہتری کی کلید ہیں۔ پلانٹ بریڈرز ایکٹ بیجوں کی نئی اقسام کی تیاری میں اضافہ کرے گا۔ نیز مشہور عالمی بایو ٹیکنالوجی اداروں سے کیے گئے معاہدے نئی نسل کے کیڑوں کے خلاف مزاحم بیج کی اقسام اپنانے میں مزید

[6] 2015ء تا 2016ء کی فصلوں کے اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں مجموعی سرمایہ کاری پر فصل کے دورانیے میں گنے کے لیے منافع 237 روپے یومیہ اور چاول کے لیے 225 روپے یومیہ تھا۔ اس کے مقابلے میں کپاس پر کاشت کاروں نے 209 روپے یومیہ کمائے۔ سندھ میں کاشت کاروں نے فصل کے دورانیے میں گنے پر 232 روپے یومیہ کمائے اس کے مقابلے میں کپاس پر کاشت کاروں نے 205 روپے یومیہ وصول کیے۔ مزید برآں، پنجاب میں گنے پر خریدے گئے خام مال کی لاگت پر کاشت کاروں نے فی روپیہ 3.86 روپے کا مقابلتاً بلند منافع کمایا، جبکہ کپاس کے خام مال کی لاگت پر فی روپیہ 2.64 روپے کمائے۔ ماخذ: کپاس پالیسی کا تجزیہ برائے 2016-17ء۔ زرعی پالیسی انسٹیٹیوٹ۔ ایم این ایف ایس آر

مددگار ہوں گے۔ پاکستان کے مقابلے میں بھارت نے 2002ء میں مونسینٹو کے ساتھ معاہدے کے ذریعے بی ٹی کاٹن ٹیکنالوجی کو متعارف کروایا تھا۔ وہاں حقوقِ املاکِ دانش کے بہتر نظام اور قانونی بیجوں کی دستیابی نے پست معیار کے جعلی بیجوں کے نفوذ کو روک دیا۔

- **اعلیٰ معیار کے بیجوں کے لیے قرضے:** اعلیٰ یافت کے حامل بیجوں کی خریداری اور بہتر ٹیکنالوجی اختیار کرنے کے لیے قرضوں تک رسائی ناگزیر ہے۔ اس کی ایک مثال چین ہے، جو کپاس کے کاشت کاروں کو رعایتی قرضے فراہم کرتا رہا ہے تاکہ وہ بہتر معیار کے بیج حاصل کر سکیں۔ قرضوں کے پرکشش قرضوں کی دستیابی کا مطلب ہے کہ کاشت کار اچھے معیار کے بیج خریدنے پر توجہ مرکوز کریں گے اور نتیجتاً حتمی پیداوار بہتر ہوگی۔
- **موسم کے بدلتے انداز کے مطابق فصل کا بیمہ:** کپاس کی فصل موسمی تبدیلیوں سے زیادہ متاثر ہوتی ہے کیونکہ کٹائی کے وقت بارش اور نمی کی بلند سطح کے باعث بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مستقبل میں موسمی تبدیلیوں میں مزید اضافہ متوقع ہے جن کے نتیجے میں مزید نقصانات ہو سکتے ہیں۔ جب تک زرعی طریقوں کو بہتر نہیں بنایا جائے تو علامتی قیمت بندی کے باوجود پیداوار میں مشکل پیش آئے گی، جبکہ موسمی کیفیت کو مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ غیر یقینی موسم اور آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے جامع بیمہ پالیسی کے تحت کپاس کے کسانوں کا بیمہ ضروری ہے تاکہ خطروں میں کمی کر کے سرمایہ کاری بڑھائی جا سکے۔ متعدد ایشیائی ممالک جیسے بھارت، تھائی لینڈ، اور ویتنام نے چھوٹے کاشتکاروں کے تحفظ اور فصلی نقصانات کا خطرہ کم کرنے کے لیے سرکاری امداد کے بیمہ پروگرام تیار کیے ہیں۔ مالی سال 19ء میں پنجاب نے ورلڈ بینک اسمارٹ پروگرام کے تحت کپاس کے کاشت کاروں کے لیے حکومت کی جانب سے رعایتی بیمہ نظام تیار اور نافذ کیا جس میں شریک کاشت کاروں کی مختصر تعداد کے یافت سے متعلق نقصانات کا ازالہ کیا گیا۔ تاہم ایسے پروگرام کا ملک گیر نفاذ ضروری ہے تاکہ اعلیٰ معیار کے خام مال کے لیے سرمایہ کاری میں اضافہ کیا جا سکے اور فصل کے انتظام کے بہتر طریقے متعارف کروائے جا سکیں۔
- **ہدف کردہ زرِاعانت:** جیسا کہ چین میں دیکھا گیا ہے ہدف کردہ رعایت بہتر ثابت ہو سکتی ہے۔ 2017ء میں چین نے اپنے ایک اہم صوبے سنکیانگ، جہاں یافتیں نسبتاً بلند تھیں، میں ہدف کردہ قیمت پر مبنی پالیسی کا آغاز کیا۔ جب سے سنکیانگ کو دوسرے صوبوں کے مقابلے میں بلند رعایتیں حاصل ہوئی ہیں اس سے کپاس کی پست یافت والے دیگر علاقوں کے کاشت کاروں کو دوسری اہم فصلوں کی جانب منتقل ہونے کی ترغیب مل رہی ہے۔ مزید برآں، ہر سال اعلان کے بجائے چینی حکومت ہر تین سال بعد قیمت کا اعلان کرتی ہے تاکہ سالانہ پیداوار کے اتار چڑھاؤ سے نمٹا جا سکے۔ پاکستان کی ضلعی سطح پر اسی انداز میں پالیسیوں کا نفاذ کیا جا سکتا ہے تاکہ مجموعی علامتی قیمت بندی کے بجائے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لیے بلند یافت والے اضلاع میں پیداوار کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔
- علامتی قیمت بندی متعارف کروانے کے ساتھ ساتھ رقبے اور پیداوار کے حوالے سے اجاگر کردہ مسائل کے لیے ایک کثیر جہتی طریقہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بلند معیار اور مستقل پیداواری سطح کو یقینی بنایا جا سکے۔

گنا

گنے کی پیداوار کم ہو کر 67.2 ملین ٹن رہ گئی جبکہ گذشتہ برس 83.3 ملین ٹن پیداوار درج کی گئی تھی۔ سابقہ موسم میں کاشت کاروں کو مؤخر ادائیگیوں کے ساتھ ساتھ پانی کی قلت کے باعث تمام صوبوں کے زیرِ کاشت رقبے میں ہونے والی 17.9 فیصد کمی کے نتیجے میں یہ دو ہندسی تنزل آیا۔ پنجاب اور سندھ کے رقبے میں دو ہندسی تخفیف ہوئی جبکہ مؤخر الذکر کے زیرِ کاشت رقبے کی یہ گذشتہ 6 برسوں کی پست ترین سطح ہے۔ مزید برآں، یافت میں کمی نے رقبے میں کمی کے اثرات کو مزید بڑھا دیا۔ بلند یافت والی اقسام کی کمی نیز کھاد اور کیڑے مار ادویات کے ناکافی استعمال کے نتیجے میں یافت کم ہو گئی۔

شکل 2.6: گنے کی شرحِ نمو

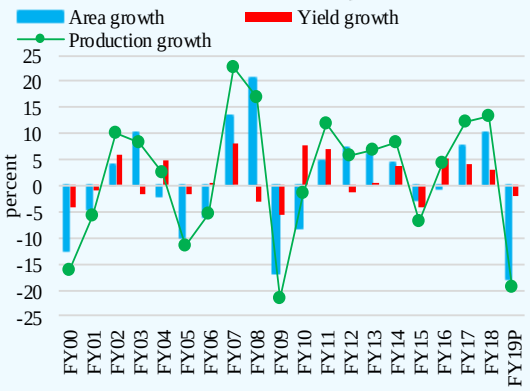

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے کافی گنا اگانے کے ضمن میں کسانوں کو ترغیب دینے کے لیے حکومت نے مالی سال 19ء کے دوران اپنی علامتی قیمت بندی کی پالیسی جاری رکھی۔ تاہم، پیداواری لاگت بڑھنے کے باوجود قیمت کو اس کی مالی سال 18ء والی سطح یعنی 180 تا 182 روپے فی 40 کلو گرام پر برقرار رکھا گیا۔[7] غیر فروخت شدہ چینی کے فاضل ذخیرے کے ساتھ علامتی قیمت بندی مع گنے کے کاشت کاروں کو مؤخر ادائیگیوں نے گنے کی پیداواری کمی میں اہم کردار ادا کیا۔ چونکہ گذشتہ چند برسوں سے

[7] مالی سال 19ء کے دوران کارخانے کے دروازے پر فی 40 کلو گرام کی لاگت کا تخمینہ پنجاب میں 179.0 روپے اور سندھ میں 178.1 روپے لگایا گیا (ماخذ: ایم این ایف ایس آر)

ایک جیسے مسائل ہی پلٹ کر سامنے آتے رہے ہیں لہٰذا، سوائے اس کی یافت کو بڑھانے کے کوئی ترغیبات موجود نہیں ہیں چہ جائیکہ زیرِ کاشت رقبے میں اضافہ کیا جائے (**شکل 2.6**)۔ مالی سال 20ء کے بجٹ میں حکومت نے زرعی شعبے کے منصوبے میں یافتوں کو بڑھانے کا ہدف رکھا ہے جو درست سمت میں ایک قدم ہے۔[8]

چاول

3.3 چاول کی پیداوار نے فیصد کمی کے باوجود مالی سال 19ء کا اپنا ہدف حاصل کر لیا اور 7.2 ملین ٹن کی مناسب سطح تک پہنچ گئی۔ سال بسال زوال کی بڑی وجہ سندھ میں زیرِ کاشت رقبے میں دوہندسی کمی تھی جو صوبے کی پیداوار میں 9.8 فیصد تخفیف پر منتج ہوئی۔ سندھ میں گذشتہ 5 برسوں کی پست ترین بوائی کی گئی اور گو کہ فی ہیکٹر یافت میں 8.2 فیصد اضافہ ہوا تاہم یہ اب بھی رقبے میں کمی کا ازالہ کرنے کے لیے ناکافی تھی۔

اقسام کے لحاظ سے تفصیلی ڈیٹا ظاہر کرتا ہے کہ باسمتی میں ہونے والے فوائد کے باوجود یہ توسیع اِری اور دوغلی اقسام میں ہونے والی کمی کا اثر زائل نہ کر سکی (**جدول 2.4**)۔ سندھ، جو غیر باسمتی اقسام کا اہم پیداکار ہے، میں بوائی کی ابتدائی مدت کے دوران پانی کی شدید قلت کے نتیجے میں زیرِ کاشت رقبے میں کمی آئی جبکہ باسمتی کی کاشت میں معمولی بہتری دیکھی گئی۔ مستقبل میں اگر پانی کی قلت جاری رہی تو یہ غیر باسمتی اقسام کی کاشت میں رکاوٹ بن جائے گی۔

جدول 2.4: چاول کی فصل بلحاظِ قسم، رقبہ اور پیداوار

نمو فیصد میں

	پنجاب			سندھ		
	مالی سال 18ء	مالی سال 19ء	نمو	مالی سال 18ء	مالی سال 19ء	نمو
رقبہ (ہزار ہیکٹر زمیں)						
باسمتی	1416.4	1473.0	4.0	55.2	57.4	4.0
اری	134.8	133.5	-0.9	351.6	262.0	-25.5
مخلوط قسم	-	-	-	393.9	351.3	-10.8
کُل	1840.9	1903.9	3.4	828.4	690.3	-16.7
پیداوار (ہزار ٹن میں)						
باسمتی	2816.6	2949.2	4.7	76.5	79.0	3.3
اری	362.5	351.1	-3.2	878.3	761.4	-13.3
مخلوط قسم	-	-	-	1863.1	1706.9	-8.4
کُل	3898.0	3979.1	2.1	2850.4	2571.1	-9.8
یافت (کلوگرام فی ہیکٹر میں)						
باسمتی	1988.6	2002.2	0.7	38.6	37.6	-2.5
اری	2690.1	2630.0	-2.2	149.8	190.6	27.2
مخلوط قسم	-	-	-	373.0	385.9	3.5
کُل	2117.5	2089.9	-1.3	244.1	272.5	11.6

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ربیع کی فصلیں

گندم

گندم کی پیداوار 24.3 ملین ٹن درج کی گئی جو تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق اپنے 25.5 ملین ٹن کے ہدف سے 4.9 فیصد کم ہے۔[9] کٹائی کے موسم میں بے وقت بارش اور ناگہانی ژالہ باری کے پیداوار میں یہ کمی آئی۔ پیداوار میں زیرِ کاشت رقبے کا حصہ مناسب تھا، کیونکہ زیرِ کاشت رقبہ معمولی کمی سے 8.7 ملین ہیکٹر ہو گیا جبکہ مالی سال 18ء میں یہ 8.8 ملین ہیکٹر تھا۔ تاہم، مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران بے وقت بارش نے کھڑی فصل کو خاصا نقصان پہنچایا، جس کے نتیجے میں گذشتہ چھ برسوں میں پہلی بار پیداوار 25 ملین ٹن سے کم رہی۔

گندم کی پیداوار میں مسلسل دوسرے برس میں ہونے والی اس کمی کی چار بنیادی وجوہات تھیں: (1) گنے کی چکل کاری میں تاخیر کے نتیجے میں زیرِ کاشت رقبے میں کمی؛ (2) اکتوبر تا فروری کے دوران بلند قیمتوں کی وجہ سے غذائی اجزا کا ناکافی استعمال، بالخصوص پوٹاش منفی 13.0 فیصد) اور فاسفورس منفی 13.8 فیصد)، جو پست یافت پر منتج

[8] ماخذ: وزیرِ اعظم کا ایگریکلچر ایمرجنسی پروگرام۔ پاکستان اقتصادی سروے 2018-19ء۔ وزارتِ مالیات

[9] گندم کی یہ پیداواری سطح پاکستان اقتصادی سروے 2018-19ء کی بتائی گئی سطح سے مختلف ہے، کیونکہ اس میں بارش کی وجہ سے ہونے والے نقصانات شامل ہیں۔ ڈیٹا کا ماخذ: خلاصہ از برائے گندم 16 ستمبر 2019ء منجانب منسٹری آف نیشنل فوڈ سیکیورٹی اینڈ ریسرچ۔

ہوا؛(3) کٹائی کے موسم میں خاص طور پر وسط اپریل کے دوران موسلادھار بارشیں جن کے نتیجے میں، بالخصوص جنوبی پنجاب میں فصلیں ضائع ہوئیں؛(4) بے وقت بارش کی وجہ سے پھپھوند کی بیماری کا بلند پھیلاؤ۔

گذشتہ 2 سے 3 برسوں کے دوران زیرِ کاشت رقبے میں کمی اور پست یافت کی ایک اور اہم وجہ مستقل سرکاری قیمتوں کے دوران خام مال کی بڑھتی ہوئی قیمتیں بھی ہو سکتی ہیں جن کے نتیجے میں فصل کی نفع آوری گھٹ گئی۔ کاشت کاروں کو پیش کش کی گئی سرکاری قیمت 1300 روپے فی 40 کلوگرام ہے جو آخری بار مالی سال 14ء میں 1200 روپے سے بڑھائی گئی تھی۔ پیداوار پر سرکاری قیمت کا اثر ختم ہوتا دکھائی دے رہا ہے کیونکہ اہم خام مال، جیسے کھاد، بیج اور مزدوری کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے کاشت کاروں کا منافع کافی حد تک سکڑ گیا ہے۔ کھاد کے حوالے سے رئیع کی مدت کے اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ مالی سال 17ء سے یوریا اور ڈی اے پی کی قیمتوں میں بالترتیب 30.2 فیصد اور 40.1 فیصد اضافہ ہوا۔

مئی 2019ء کے آغاز پر گندم کے ذخائر 3.8 ملین ٹن تھے جبکہ مئی 2018ء میں یہ 7.3 ملین ٹن تھے۔ تاہم، اس کے باوجود مجموعی خریداری 4 ملین ٹن تھی، 5.2 ملین ٹن کے نظر ثانی شدہ ہدف سے خاصی کم، جبکہ گذشتہ برس کی خریداری 5.9 ملین ٹن تھی۔[10] گذشتہ برس کے مقابلے میں پیداوار میں کمی اور پست ذخائر کے نتیجے میں کاشت کاروں نے، بالخصوص پنجاب میں بہتر قیمتیں وصول کیں۔ پست رسد اور بلند مانگ کی وجہ سے قیمتیں بڑھ گئیں۔ اپریل تا جون مالی سال 19ء کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں ملکی سطح پر خام گندم کی بازاری قیمتوں میں 6.9 فیصد اضافہ ہوا۔

شکل 2.7: مکئی کی پیداوار، رقبہ، اور یافت

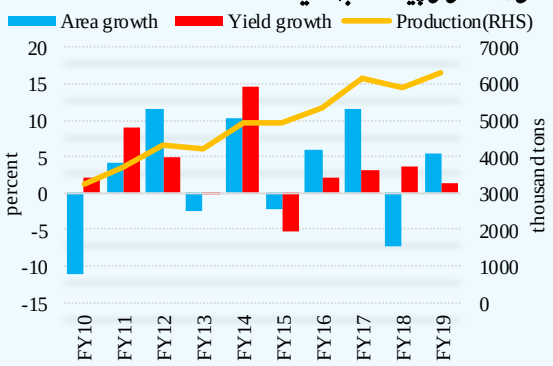

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مکئی

پیداوار میں 6.9 فیصد کے سال بسال اضافے اور 6.3 ملین ٹن کے بلند ریکارڈ کے ساتھ دیگر فصلوں کے مقابلے میں مکئی کی فصل کی کارکردگی خاصی بہتر رہی۔ یہ نمایاں کارکردگی بنیادی طور پر زیرِ کاشت رقبے کی 5.4 فیصد بحالی کے نتیجے میں آئی جو مالی سال 18ء میں 7.2 فیصد کم ہو گیا تھا (**شکل 2.7**)۔ 9.5 فیصد نمو کے ساتھ زیرِ کاشت رقبے میں یہ توسیع سب سے زیادہ پنجاب میں ہوئی۔ خیبر پختونخواہ میں 35 فیصد مجموعی رقبے کے ساتھ یافت میں اضافے کے باعث بہتر پیداوار حاصل ہوئی۔

اہم فصلوں میں مکئی کا حصہ تیزی سے بڑھا اور اس کی پیداوار مالی سال 15ء کے 8.8 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 19ء کے دوران 11.8 فیصد ہو گئی۔ دوغلے بیجوں کا استعمال اور نجی بیج کمپنیوں کی جانب سے فراہم کردہ توسیعی خدمات کا مکمل پیکیج اور ٹیکنالوجی کی منتقلی اس نمو کی بنیادی وجہ ہیں۔ پیداکاروں کے تحفظ کے لیے مکئی کی فصل پر حکومت کی مداخلت 30 فیصد کے درآمدی محصول تک محدود ہے۔ تجارت نجی شعبے تک محدود ہے جبکہ مرغبانی کا شعبہ اس فصل کا اہم صارف ہے۔ چنانچہ، اس کے تیار کنندگان بیجوں پر تحقیق اور مشاورتی خدمات نیز ٹیکنالوجی کی منتقلی پر بھاری سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ ملک کی تیسری بڑی غلہ فصل نے اس سے پہلے مالی سال 14ء میں متاثر کن یافت کا اظہار کیا تھا، لیکن یافت کے فوائد بتدریج سست ہوتے گئے، جبکہ مالی سال 19ء میں صرف 1.5 فیصد کی بہتری آئی ہے (**شکل 2.7**)۔ یافت میں اور اضافے کے لیے مزید تحقیق اور بہتر زرعی طریقے اپنانے کی ضرورت ہے۔

[10] ڈیٹا کا ماخذ: سپارکو، ماہانہ خبر نامہ جلد 9 شمارہ 6 جون 2019ء

دیگر فصلیں

مثبت ہونے کے باوجود چھوٹی فصلوں کی نمو مالی سال 18ء کی شرحِ نمو کے مقابلے میں پست رہی۔ ڈیٹا کا تجزیہ بتاتا ہے کہ مالی سال 17ء سے پیداواری بحالی کی راہ پر چلتے ہوئے 22.4 فیصد سال بسال نمو کے ساتھ روغنی بیجوں نے نمایاں طور پر بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ تلّی (rapeseed) اور سرسوں کے بیجوں کی پیداوار میں بہتری کی وجہ سے روغنی بیجوں کی مجموعی پیداوار نے بڑی حد تک اپنے ہدف کو حاصل کرلیا۔ کنولا اور تلی / سرسوں میں بالترتیب 10.5 اور 41.3 فیصد کی نمایاں نمو دکھائی دی۔

شکل 2.8: روغنی بیجوں کی پیداوار، رقبہ اور یافت کا رجحان

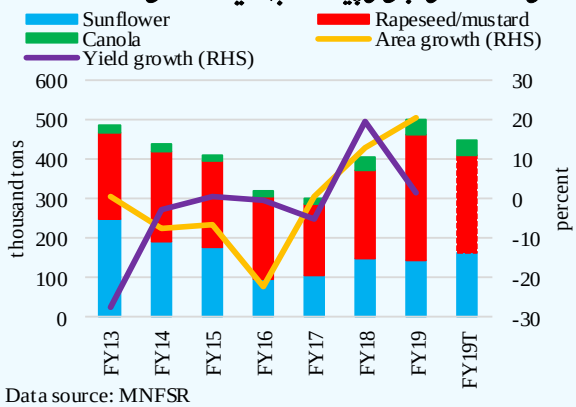

Data source: MNFSR

اس حوصلہ افزا کارکردگی کی بنیادی وجہ زیرِ کاشت رقبے میں 20.4 فیصد کا اضافہ تھا جبکہ یافت میں 1.7 فیصد کی معمولی نمو ہوئی (**شکل 2.8**)۔ صوبہ وار تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ سندھ میں سورج مکھی کی بوائی اور پنجاب میں کنولا اور تلی / سرسوں کی بوائی نے اس علاقے کی نمایاں نمو میں کردار ادا کیا۔ بیجوں کی بروقت دستیابی نہ ہونے کی وجہ سے پنجاب میں سورج مکھی کا زیرِ کاشت رقبہ ہدف سے کم رہا اور کاشت کار کنولا اور تلی / سرسوں کی جانب منتقل ہوگئے جبکہ سندھ میں اچھے معیاری بیجوں کی دستیاب کے نتیجے میں سورج مکھی کی فصل کی بلند پیداوار ہوئی۔ مستقبل میں پنجاب حکومت کی مستند بیجوں کو رعایتی قیمت پر مہیا کرنے کی کوششوں سے سورج مکھی اور تلوں کے بیج کی پیداوار میں بہتری متوقع ہے۔

جدول 2.5: گلہ بانی میں اضافہ قدر

ارب روپے؛ نمو فیصد میں

	مالی سال 18ء	مالی سال 19ء	نمو	
			مالی سال 18ء	مالی سال 19ء
الف۔ خام پیداوار	1,666	1,724	3.4	3.5
مذبح کے لیے فروخت کردہ مویشی	381	392	2.9	2.9
قدرتی نمو اور نو پیداوار	231	238	3.0	3.0
لائیو اسٹاک مصنوعات	872	898	3.0	3.0
دودھ	747	771	3.2	3.2
دیگر	125	127	1.5	1.6
پولٹری مصنوعات	175	189	7.8	7.9
ب۔ درمیانہ صرف	291	294	2.9	1.0
ج۔ خام قدرِ اضافی (الف منہاب)	1375	1431	3.6	4.0
د۔ خام قدرِ اضافی *	9	9	19.4	4.9
ہ۔ کل خام قدرِ اضافی	**1384**	**1440**	**3.7**	**4.0**

*مویشیوں کی نگہداشت اور شکار

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گلہ بانی

مالی سال 19ء کے دوران گلہ بانی کے شعبے میں 4.0 فیصد کی بلند شرح سے نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 3.7 فیصد نمو ہوئی تھی، جس نے فصلوں کی پیداوار میں منفی نمو کے اثر کو جزوی طور پر زائل کردیا۔ اس شعبے کی کارکردگی کی بنیادی وجہ دودھ کی مصنوعات میں اضافۂ قدر تھی جس کا مجموعی پیداوار میں بلند ترین حصہ ہے (**جدول 2.5**)۔

شعبۂ زراعت میں دیگر اہم ذیلی شعبوں کے مقابلے میں مالی سال 13ء تا مالی سال 19ء کے دوران 3.5 فیصد کی اوسط نمو کے ساتھ وفاقی سطح کے اعداد و شمار اس شعبے میں مسلسل نمو کا اظہار کرتے ہیں۔ بنیادی طور پر مویشی مصنوعات میں اضافے اور اس کے گلہ بانی مصنوعات پر اثر کی وجہ سے مجموعی سطح پر یہ نمو متعدد پیش رفتوں کے برعکس ہے: i) اس برس چارے کی فصل، جو گلہ بانی کا ایک اہم خام مال ہے، میں 1.4 فیصد کمی آئی جبکہ بیشتر اناجی فصلوں کی پیداوار بھی سکڑ گئی؛ اور ii) 2018ء میں پنجاب کی جانب سے منعقد کی گئی گلہ شماری ظاہر کرتی ہے کہ 2018ء میں دودھ کی پیداوار لگ بھگ 18 ارب لٹر تھی جو 2006ء تا 2015ء کے دوران اوسط پیداوار سے مختلف

نہیں۔[11] جس کی بڑی وجہ پنجاب میں مویشی اور بھینسوں کی آبادی تھی، جو 2006ء کی گلہ بانی شماری، زراعت شماری 2010ء اور 2018ء کی تازہ ترین گلہ بانی شماری کے مطابق تقریباً 29 ملین پر جامد تھے۔

ان برسوں میں مشاہدہ کیا جانے والا ایک اور اہم رجحان گائے، بکرے کے گوشت اور دودھ کی قیمتوں میں نمو ہے۔ دوسری جانب پولٹری کے شعبے پر بلند سرمایہ کاری اور پولٹری فارموں میں تیزی سے اضافے کی بنا پر پولٹری کی بازاری قیمتوں میں زندہ برائلر مرغی کی قیمت 100 روپے سے 200 روپے فی کلو گرام کے درمیان مستحکم ہو گئی۔ تاہم بکرے اور گائے کے گوشت کی پیداوار میں اضافہ کھپت کی پست نمو کو ظاہر کرتا ہے، جو مالی سال 19ء میں 4.7 فیصد درج کی گئی، تاکہ بڑھتی ہوئی بیرونی و ملکی طلب کو پورا کیا جا سکے (**شکل 2.9**)۔

شکل 2.9: گلہ بانی مصنوعات کی قیمتیں

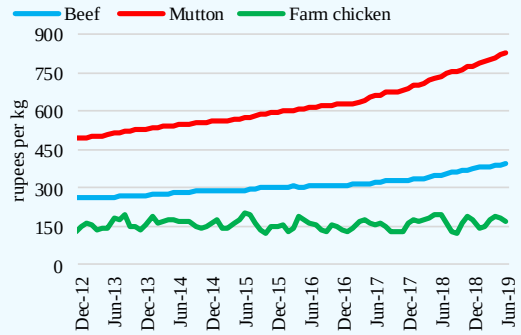

Data source: Pakistan Burearu of Statistics

شکل 2.10: دودھ کی درآمدات، استعمال اور پیداوار میں نمو

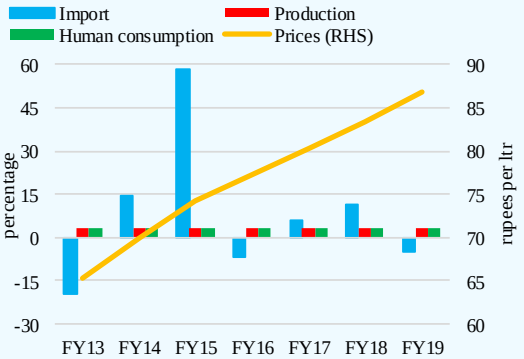

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مزید برآں، دودھ کی منڈی میں پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے شائع کردہ اور ایم این ایف ایس آر کے تیار کیے گئے ڈیٹا کے مطابق کھپت اور پیداوار اوسطاً ایک ہی شرح سے بڑھتے ہیں، جبکہ دودھ کی درآمدات کی سالانہ نمو میں اتار چڑھاؤ دکھائی دیتا ہے جو پیداوار اور کھپت میں نمو کی شرح سے ہم آہنگ نہیں۔ یہ سمجھنا مشکل ہے کہ کیا دودھ کی ملکی پیداوار دودھ کی ملکی کھپت کے مطابق ہے یا کہیں عدم مطابقت موجود ہے۔ شرحِ مبادلہ کی کمی بھی مالی سال 19ء میں دودھ کی درآمدات میں کمی کی وجہ ہو سکتی ہے (**شکل 2.10**)، لیکن شعبے میں خام مال اور پیداوار کی قطعی صورتِ حال کے تعین کے لیے کافی عرصے سے مؤخر قومی مویشی شماری کا انعقاد ضروری ہے۔ اس سے ہر سال مویشیوں کی درست تعداد نیز دودھ اور گوشت کی مصنوعات کی مقدار کا تخمینہ لگانے میں مدد ملے گی۔

2.3 صنعت

مالی سال 19ء کے دوران صنعتی شعبے کی نمو سست ہو کر 1.4 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال 18ء میں یہ 4.9 فیصد تھی۔ اس میں سب سے اہم کردار اشیاسازی کے ذیلی شعبے نے ادا کیا جو صنعتی شعبے میں بلند ترین حصہ رکھتی ہے۔ اشیاسازی میں چھوٹے پیمانے کی پراسیسنگ اور مذبح کے زمرے گذشتہ برس کی سطح برقرار رکھنے میں کامیاب رہے۔ تاہم، بڑے پیمانے کی اشیاسازی (ایل ایس ایم) کا شعبہ شرحِ مبادلہ میں کمی اور زری و مالیاتی پالیسیوں کی بنا پر پیدا ہونے والے مزاحم ماحول کو برداشت نہ کر سکا۔ ایل ایس ایم کی کارکردگی گذشتہ دس برسوں میں پہلی بار منفی رہی، کیونکہ مالی سال 19ء میں یہ 3.6 فیصد کم ہو گئی جبکہ مالی سال 18ء میں اس میں 6.4 فیصد کی مثبت نمو ہوئی تھی۔

شکل 2.11: صنعت کے ذیلی شعبوں کی نمو

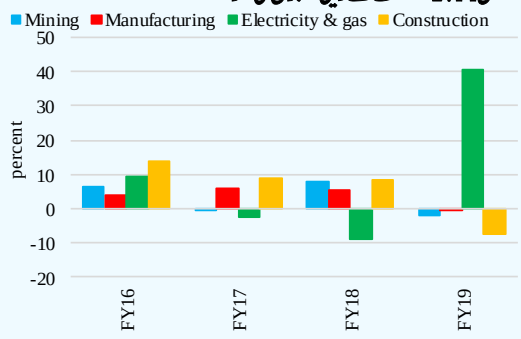

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

[11] ماخذ: گلہ بانی شماری 2018ء، آن لائن دستیاب ہے:
http://www.livestockpunjab.gov.pk/LiveStockAdmin/uploads/editor_files/livestock_census_punjab_2018_sven4.pdf

اسی اثنا میں گذشتہ برس کی بھرپور مثبت نمو کے بعد اس برس کان کنی، کوکنی اور تعمیرات کے زمروں میں بھی نمایاں تنزل دکھائی دیا۔ کان کنی میں منفی نمو درج کی گئی جس کی وجہ قدرتی گیس اور کوئلے کے اخراج میں کمی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں کے پست اخراجات کے ساتھ ساتھ باقی ماندہ معیشت میں سست روی کی وجہ سے ملک میں تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی سے کمی آئی۔

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ بجلی کی تیاری اور بجلی و گیس کی تقسیم کے ذیلی شعبوں کی نمو مثبت ہوگئی۔ مالی سال 18ء کی 9.1 فیصد کی تخفیف کے بعد مالی سال 19ء کے دوران اس میں 40.5 فیصد اضافہ ہوگیا جو 7.5 فیصد کے ہدف سے غیر معمولی طور پر بڑھ گئی (**شکل 2.11**)۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران استعداد بڑھانے کے لیے مجموعی معین سرمائے کی تشکیل پر ہونے والے اخراجات میں اضافے، توانائی کی قیمتوں میں ردوبدل اور بجلی کی بلند کھپت کو اس شعبے میں نمو کی بڑی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ تاہم، اب، بالخصوص کراچی میں، سرمایہ کاری کا رخ پیداوار سے ہٹ کر ترسیلی نیٹ ورک کی تیاری کی جانب ہوگیا ہے۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی

مالی سال 19ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں 3.6 فیصد کی تخفیف دکھائی دی جبکہ مالی سال 18ء میں 6.4 فیصد کی بھرپور نمو ہوئی تھی۔ (**جدول 2.6**)۔ برقی آلات اور کھاد کی صنعتوں، جنھوں نے نمایاں اضافہ درج کیا، کے سوا باقی ماندہ شعبے میں مالی سال 19ء کے دوران وسیع البنیاد کمی درج کی گئی۔ تعمیرات سے منسلکہ، گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی صنعتیں، جو پچھلے چار برسوں میں ایل ایس ایم کی نمو میں کردار ادا کرتی تھیں، انھیں مزاحم اقتصادی پالیسیوں کے نفاذ سے تنزلی کا سامنا ہے۔ مزید برآں، 47.3 فیصد کے مشترکہ حصے کے ساتھ دو بڑی صنعتوں، ٹیکسٹائل اور غذائی شعبے میں بھی کمی درج کی گئی۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں نمو

فیصد

	وزن	نمو			حصہ نمو میں	
		مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال19ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال19ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	70.3	5.8	6.4	-3.6	5.8	6.4	-3.6
ٹیکسٹائل	20.9	0.8	0.5	-0.2	0.2	0.1	0.0
سوتی دھاگہ	13	0.7	0.1	0.0	0.1	0.0	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.4	0.0	0.2	0.0	0.0	0.0
پٹ سن کی اشیا	0.3	8.1	23.9	-9.5	0.0	0.0	0.0
غذا	12.4	11.7	3.0	-7.2	2.4	0.6	-1.5
چینی	3.5	37.8	-6.8	-19.9	2.5	-0.6	-1.5
سگریٹ	2.1	-35.8	72.0	2.8	-0.7	0.8	0.1
نباتی گھی	1.1	3.1	10.7	-2.8	0.0	0.1	0.0
خوردنی تیل	2.2	2.7	0.7	2.1	0.1	0.0	0.1
سافٹ ڈرنکس	0.9	13.7	0.3	-6.3	0.4	0.0	-0.2
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	2.8	13.2	-8.4	0.2	0.8	-0.5
فولاد	5.4	20.5	21.8	-11.2	0.7	0.8	-0.5
غیر دھاتی معدنیات	5.4	4.4	11.0	-2.4	0.5	1.2	-0.3
سیمنٹ	5.3	4.5	11.1	-3.0	0.5	1.2	-0.3
گاڑیاں	4.6	11.2	17.8	-11.8	0.7	1.2	-0.9
جیپ اور کاریں	2.8	5.4	21.4	-6.2	0.2	0.7	-0.2
کھاد	4.4	1.7	-9.9	7.7	0.1	-0.6	0.4
دواسازی	3.6	9.1	1.3	-7.7	0.8	0.1	-0.6
کاغذ	2.3	9.6	9.4	-2.5	0.3	0.3	-0.1
الیکٹرانکس	2	21.6	97.1	12.5	0.4	1.8	0.4
کیمیکل	1.7	-2.3	-0.3	-3.6	-0.1	0.0	-0.1
کاسٹک سوڈا	0.4	-0.6	20.7	-8.7	0.0	0.1	0.0
چمڑے کی مصنوعات	0.9	-16.5	-10.6	2.3	-0.3	-0.2	0.0

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گاڑیوں کا شعبہ

مالی سال 18ء میں 17.8 فیصد کی نمو کے بعد مالی سال 19ء کے دوران گاڑیوں کی صنعت میں 11.8 فیصد تخفیف ہوئی (**شکل 2.12**)۔ کلی معاشی اور صنعت سے مخصوص عوامل کا اتصال کار کردگی میں اس زوال کا ذمہ دار تھا۔ شرحِ مبادلہ کی کمی کے باعث اسمبلرز نے لاگت میں اضافے کے اثر کو صارفین تک منتقل کر دیا۔ مزید برآں، بلند شرحِ سود نے نجی شعبے کی طلب کو پست کر دیا۔ ضوابطی سطح پر نان فائلرز کے لیے گاڑیوں کی خریداری پر پابندی اور مہنگی گاڑیوں پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں کے عائد کیے جانے سے طلب مزید محدود ہو گئی۔

شکل 2.12: گاڑیوں کے شعبے کی نمو

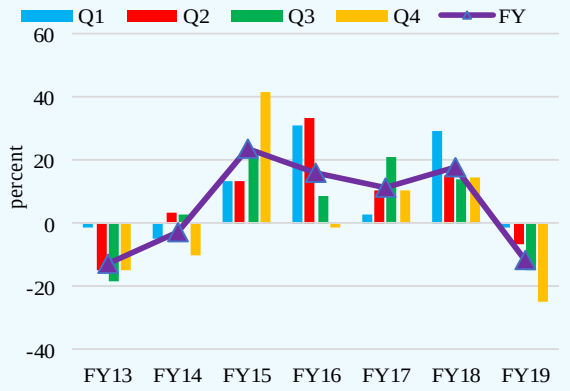

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.13: کاروں کی قیمتوں پر شرحِ مبادلہ کی کمی کا اثر

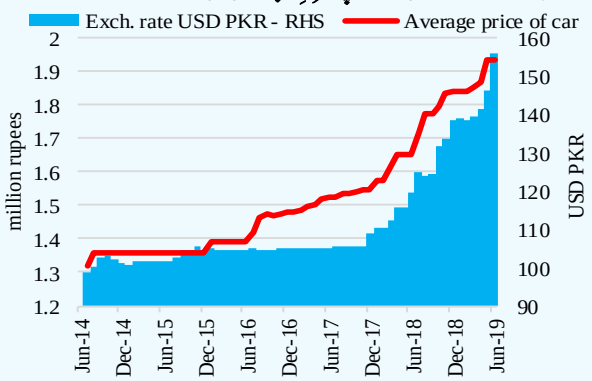

Data source: Pakistan Bureau of Statistics, SBP

دورانِ سال شرحِ مبادلہ میں کمی جاری رہنے سے گاڑیوں کی قیمتوں میں تیزی سے اضافہ ہوا۔ گاڑیوں کی قیمتوں کے شرحِ مبادلہ کی کمی کے ساتھ قریبی تعلق کو **شکل 2.13** میں واضح کیا گیا ہے۔ ملکی صنعت کو مقامیانے کی پست سطح اس کی وجہ ہے۔[12] شکل ظاہر کرتی ہے کہ امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں کمی سے قیمتیں بڑھ گئیں۔ مزید برآں، شرحِ سود کی کمی کے نتیجے میں ایندھن کی ملکی قیمتیں بھی بڑھ گئیں۔ اگرچہ مالی سال 19ء میں عالمی منڈی میں تیل کی قیمت مستحکم رہی تاہم ایندھن، یعنی پیٹرول اور ڈیزل، کی اوسط قیمت 24.1 فیصد بڑھ گئی، جس نے کم ہوتی ہوئی حقیقی آمدنی کے ساتھ گاڑیوں کی آپریٹنگ لاگت کو بڑھا دیا۔

شرحِ مبادلہ کی کمی کے اثر کے علاوہ بلند شرحِ سود نے گاڑیوں کی صنعت کے لیے منڈی کے ماحول کو بھی بدل دیا، کیونکہ اس نے صارفین کے لیے مالی لاگت کو بڑھا دیا۔ یہ بینکاری اعداد و شمار سے بھی مترشح ہے، جو بتاتے ہیں کہ مالی سال 19ء کے دوران صارفین کی کار مالکاری گھٹ کر 22.2 ارب روپے ہو گئی جبکہ ایک سال قبل 43.3 ارب روپے کے ریکارڈ قرضے دیے گئے تھے۔

حکومت کی جانب سے کیے گئے ضوابطی اقدامات نے بھی اس شعبے کی کارکردگی پر اثر ڈالا۔ معیشت کی دستاویزیت کی پالیسی کے تسلسل میں حکومت نے سال کے آغاز پر نان ٹیکس فائلرز کے لیے کاروں کی خریداری پر پابندیاں عائد کر دیں۔ اس نے کاروں کی خریداری کے بڑے غیر رسمی زمرے کو عملاً روک دیا۔ چونکہ شعبے کی نمو منفی ہو گئی اس لیے حکومت نے گاڑیوں کی طلب کو بڑھانے کے لیے مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران نان فائلرز کو 1300 سی سی سے کم گاڑیوں کی خریداری کی اجازت دے دی۔

[12] منڈی کے ذرائع کے مطابق مقامیانے کی سطح تقریباً 45 تا 60 فیصد ہے۔

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی کے دوران ایک اور ضوابطی اقدام 1700 سی سی سے زائد انجن کی تبدیلی والی کاروں پر 10 فیصد فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی متعارف کروانا تھا۔ اس اقدام سے لگژری کاروں کے متبادلات کی قیمت بھی یکساں شرحِ فیصد سے بڑھ گئی، کیونکہ اسمبلرز نے ٹیکس کے اثر کو صارفین تک منتقل کر دیا۔ نتیجتاً ان گاڑیوں کی طلب گھٹ گئی اور زمرے کی نمو متاثر ہوئی۔

اسی مدت میں، توازنِ ادائیگی پر دباؤ کو ختم کرنے کے لیے حکومت نے گاڑیوں کی درآمدی پالیسی کے لیے گفٹ اینڈ بیگیج اسکیمیں نافذ کرنے کا آغاز کیا۔ مزید یہ کہ حکومت نے اس پالیسی میں مزید ترمیم کی جس کے مطابق اب گاڑی درآمد کرنے والے شخص کے لیے ڈیوٹی اور ٹیکسوں کا زرمبادلہ کی شکل میں بھیجنا ضروری ہے۔ اس سے ملکی گاڑیوں کے شعبے پر مثبت اثر پڑا، کیونکہ اس سے صارفین کی توجہ درآمدی گاڑیوں سے ہٹا کر ملک میں تیار کیے گئے متبادلات کی جانب مبذول کروانے میں مدد ملی۔ نتیجتاً، سال کے اختتام تک کاروں کا درآمدی بل مالی سال 19ء میں کم ہو کر 222.0 ملین ڈالر ہو گیا جبکہ مالی سال 18ء میں یہ 455.2 ملین ڈالر تھا۔

800 سی سی کاروں کی تیاری میں نمایاں کمی کی وجہ مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں ایک کار ساز کے مقبول متبادل کی موقوفی کو قرار دیا جاسکتا ہے (**جدول 2.7**)۔ اسی دوران، قیمت میں خاصے اضافے کی وجہ سے ایس یو وی زمرے میں کمی درج کی گئی۔ مالی سال 19ء میں کمرشل گاڑیوں میں 3.1 فیصد تخفیف درج کی گئی، جس کی بنیادی وجہ قیمتوں میں اضافہ اور غیر یقینی معاشی منظر نامہ تھا۔[13] تعمیرات اور تجارتی سرگرمیوں میں سست روی نے مالی سال 19ء میں ٹرکوں کی پیداوار کی نمو میں رکاوٹ ڈالی۔

جدول 2.7: گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار

					نمو	
	مالی سال16ء	مالی سال17ء	مالی سال18ء	مالی سال19ء	مالی سال18ء	مالی سال19ء
تمام کاریں	149,856	167,405	195,895	191,526	17.0فیصد	2.2-فیصد
کاریں 800 سی سی سے کم	36,869	38,311	47,199	32,121	23.2فیصد	31.9-فیصد
کاریں800 سے1000 سی سی کے درمیان	26,276	35,313	49,848	56,760	41.2فیصد	13.9فیصد
کاریں1000 سی سی سے زائد	86,711	93,781	98,848	102,645	5.4فیصد	3.8فیصد
اسپورٹس یوٹیلٹی کی حامل گاڑیاں	773	3,530	13,364	7,525	278.6فیصد	43.7-فیصد
چھوٹی کمرشل گاڑیاں	65,924	43,796	50,934	42,182	16.3فیصد	17.2-فیصد
ٹرک	5,666	7,712	9,187	6,035	19.1فیصد	34.3-فیصد
بسیں	1,070	1,118	784	913	29.9-فیصد	16.5فیصد
ٹریکٹرز	34,914	53,975	71,894	49,902	33.2فیصد	30.6-فیصد
موٹر بائیکس	1,362,096	1,632,965	1,928,757	1,766,423	18.1فیصد	8.4-فیصد

ڈیٹا کا ماخذ: پی اے ایم اے

مالی سال 19ء میں اہم فصلوں کی پست پیداوار نے ملک میں ٹریکٹروں اور موٹر سائیکلوں کی مانگ کو نقصان پہنچایا۔ یہ زمرے زرعی شعبے کی کارکردگی پر انحصار کرتے ہیں؛ چونکہ دیہی علاقوں کی آمدنی جامد رہی لہٰذا یہ شعبہ بالعموم گاڑیوں کے شعبے اور بالخصوص ٹریکٹر اور موٹر سائیکلوں کو ضروری تقویت فراہم نہیں کر سکا۔

فی الحال، جب نئے اسمبلرز، بالخصوص کاروں کے زمرے میں اپنی پیداواری سرگرمیوں کا آغاز کر رہے ہیں تو کچھ پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔ کار ساز جو اس منڈی میں داخل ہوئے تھے اور اب نکل چکے ہیں، ان کے ماضی کا تجربہ آشکار کرتا ہے کہ اسیمبلنگ یونٹس قائم کرنے کے ساتھ ساتھ نووارددوں کو ملک بھر میں ڈیلر شپ اور سروس نیٹ ورک تیار کرانا ہو گا تاکہ ملکی منڈی میں قدم جمانے کے لیے پرزوں کی دستیابی یقینی بنائی جاسکے۔ مزید برآں، ایک اہم عامل جو ان نووارددوں کے لیے مددگار

[13] اس زمرے میں کچھ اشیا سازوں کا شمار نہیں کیا گیا، نہ ایل ایس ایم اور نہ ہی پی اے ایم اے ڈیٹا میں، اور اس کی وجہ سے شعبے کے نتائج تبدیل ہو سکتے ہیں۔

ہو سکتا ہے وہ آٹو فنانس منڈی کا دائرہ عمل اور اثر انگیزی ہو گی؛ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اس وقت دس کاروں میں سے صرف ایک کار مالکاری کے ذریعے خریدی گئی، جبکہ بہت سے ممالک میں یہ تناسب دس میں سے آٹھ کا ہے۔

شکل 2.14: غذائی خالص درآمدات

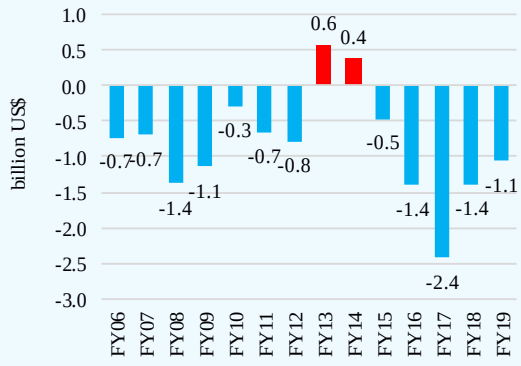

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

غذائی شعبہ

پیداوار میں 7.2 فیصد تخفیف کے ساتھ مالی سال 19ء میں غذائی شعبے کی نمو منفی ہو گئی۔ یہ پست کارکردگی پاکستان جیسے زرعی ملک کے لیے خوش آئند نہیں ہے۔ عالمی تجارت کے تناظر میں پاکستان غذائی مصنوعات کا خالص درآمد کنندہ ہے (**شکل 2.14**)۔ گذشتہ چار برسوں کے دوران خالص درآمدات کی اوسط 1.6 ارب ڈالر رہی۔ 5.7 ارب ڈالر کے درآمدی بل میں 55.6 فیصد حصے کے ساتھ پام آئل، دالیں، دودھ کی مصنوعات اور چائے اہم درآمدات میں شامل ہیں۔

اگرچہ مالی سال 19ء کے دوران خالص برآمدات میں بھی بہتری آئی تاہم اس کی وجہ برآمدی مقداروں کی بجائے پام آئل اور دالوں کی عالمی قیمتوں میں کمی تھی۔ مالی سال 19ء کے دوران ملکی غذائی صنعت کی پیداوار گھٹ گئی۔ مزید برآں، شعبے کی معین سرمایہ کاری میں معمولی اضافہ درج کیا گیا۔ بحیثیتِ مجموعی یہ صنعت کے لیے کوئی روشن منظر نامہ پیش نہیں کرتا ہے۔ چاول کے سوا یہ صنعت غالب طور پر صرف ملکی ضروریات کا ہی احاطہ کر سکی۔ داخلیت پر مرکوز یہ سوچ شعبے کی پست نمو کی ایک وجہ ہے۔

غذائی پراسیسنگ کے شعبے کے حوالے سے مالی سال 19ء ایک اور ایسا سال ثابت ہوا جس نے توقع سے پست نتائج دیے۔ ایسا ہی گذشتہ برس بھی ہوا تھا، جب غذائی گروپ میں اپنے حصے کے باعث چینی کی صنعت نے تنزلی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ غذائی گروپ کی دیگر صنعتیں چینی کی پیداوار میں آنے والی نمایاں کمی کا اثر زائل نہیں کر سکی تھیں۔ نتیجتاً مالی سال 19ء کے دوران غذائی صنعت کی مجموعی پیداوار کم ہو گئی۔

چونکہ معیشت اب بھی زراعت پر انحصار کرتی ہے، لہٰذا ملک کے لیے متعدد درآمدی اجناس کے مقامی متبادل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ غذائی اشیا کی درآمد سے توازنِ ادائیگی پر پیدا ہونے والے دباؤ کو نمایاں طور پر کم کر دے گا۔ مثال کے طور پر ملکی روغنی بیج کی صنعت تشکیل دینے پر توجہ مرکوز کرنے سے پام آئل کی درآمد، جو غذائی درآمدی بل کے ایک تہائی پر مشتمل ہے، کم کی جا سکتی ہے۔

چینی

مالی سال 19ء کے دوران چینی کے ذیلی جُز کو متعدد عوامل نے متاثر کیا۔ اول، مالی سال 18ء کی ریکارڈ فصل کے بعد مالی سال 19ء کے دوران گنے کی دستیابی پست رہی۔ گذشتہ برس کاشت کار علامتی قیمتوں کے مقابلے میں تقریباً 50 فیصد چھوٹ کے ساتھ گنا بیچ رہے تھے۔ چنانچہ مالی سال 19ء کے دوران کاشت کاروں نے گنے کے زیرِ کاشت رقبے میں 17.9 فیصد کمی کر دی۔

دوم، کچل کاری سیزن کے آغاز پر چینی کے ریکارڈ ذخیرے کی موجودگی میں شوگر ملوں کی (نیز اس کے باعث کاشت کاروں کی) سیالیت کی صورتِ حال ابتر ہوگئی۔ مالی سال 19ء کے آغاز پر ملک میں اب تک کے سب سے بلند 3.1 ملین کے ذخائر موجود تھے (**شکل 2.15**)۔ ذخائر فروخت نہ ہونے کے باعث کاشت کاروں کو ادائیگیوں میں تاخیر ہوئی۔ اسی دوران، بلند شرحِ سود کے ماحول نے ملوں کے آپریشنز کو مزید محدود کر دیا۔

شکل 2.15: مدت کے آغاز پر چینی کے بقایا ذخائر

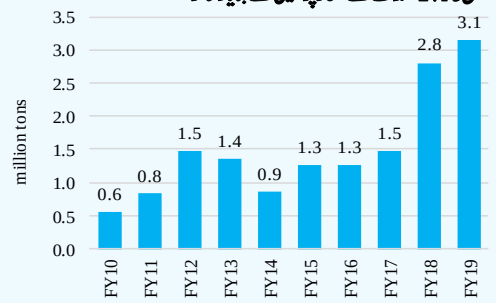

Data source: USDA

سوم، برآمدی لحاظ سے، ملک نے مالی سال 19ء میں 0.7 ملین ٹن چینی برآمد کی جبکہ اس کا منظور کردہ حصہ 1.1 ملین ٹن تھا۔ اگرچہ گذشتہ برس 1.5 ملین ٹن کی تمام برآمدات رعایتی اسکیم کے ذریعے ممکن بنائی گئیں تاہم ملک نے مالی سال 19ء کے دوران کچل کاری کے آغاز پر کچھ ذخائر کو رعایت کے بغیر کم کرنے کا انتظام کیا۔ تاہم جب مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی میں حکومتِ پنجاب نے فی ٹن پر 5350 روپے کی برآمدی رعایت کا اعلان کیا تو برآمدات کی رفتار بڑھ گئی۔

سال کے اختتام پر چینی کی صنعت میں ایک اور سازگار پیش رفت یہ تھی کہ ملکی کرنسی کی قدر میں کمی نے کسی رعایتی معاونت کے بغیر ہی برآمدات کو تحریک دی۔ **جدول 2.8** اس نکتے کی وضاحت کرتی ہے۔ چینی کی صنعت کی کچل کاری کی استعداد کا انحصار گنے کی دستیابی پر ہے، اور ملک کی فاضل پیداوار کی وجہ سے یہ برآمد کے ذریعے خاصا زرِ مبادلہ کما سکتا ہے۔ مستقبل میں یہ صنعت پر بالواسطہ اثر ڈال سکتی ہے۔ جیسے ہی چینی کے کارخانوں کی سیالیت کی صورتِ حال بہتر ہوگی کاشت کاروں کی مالی حیثیت بھی بہتر ہو جائے گی۔

جدول 2.8: چینی کی اوسط قیمتیں

ڈالر فی ٹن

	پاکستان	عالمی قیمتیں	تفاوت
مالی سال 15ء	491	398	-93
مالی سال 16ء	475	412	-63
مالی سال 17ء	469	517	48
مالی سال 18ء	448	365	-83
مالی سال 19ء	366	337	-29
جون مالی سال 19ء	**313**	**337**	**25**

ڈیٹا کا ماخذ: یو ایس ڈی اے، وزارتِ خزانہ

تشویش کی ایک اور وجہ گنے کی علامتی قیمت بندی کا طریقہ کار بھی ہے۔ صوبائی حکومتوں، جنھوں نے ہر کچل کاری موسم کی ابتدا میں جس قیمت کا اعلان کیا تھا وہ انھوں نے گذشتہ 5 برسوں سے تبدیل نہیں کی ہے۔ گنے کے لیے بلند قیمت کا تعین فصل اور چینی دونوں کی فاضل پیداوار پر منتج ہوا ہے۔ قیمت بندی کے اسی مسئلے نے مالی سال 19ء کے دوران بھی نمو میں رکاوٹ ڈالی۔ متعلقہ حکومتوں نے دوبارہ اسی سطح پر علامتی قیمت کا تعین کر دیا۔ گذشتہ چند برسوں کے مقابلے میں معمولی مارجن کے باوجود مالی سال 19ء میں پیداوار کھپت کی سطح سے زائد رہی۔ اسی اثنا میں، جہاں تک تجارت کا معاملہ ہے تو ملکی اور عالمی منڈیوں کی قیمتوں کے تفاوت کے باعث سال کے بیشتر حصے کے دوران زرِاعانت کے بغیر برآمدات ممکن نہیں تھیں۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران چینی کی فاضل پیداوار کی موجودگی میں صنعت کے لیے ایک راستہ تو یہ ہے کہ وہ ملکی کھپت کے ضمن میں ایک ایتھانول منڈی تیار کرے۔ ایتھانول فوسل آئل کے ایندھن سے مل کر اس کی اوکٹین شرح بڑھا دیتا ہے۔ آئل مارکیٹنگ فرمز اور ریفائنریز کے تعاون سے اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ مزید یہ کہ، ایتھانول ایندھن کی صنعت کی پیش رفت ملازمتوں کو جنم دے گی، (مضر گیسوں کے) اخراج کو کم کرے گی اور درآمدی ایندھنوں پر انحصار کو بھی کم کرے گی۔ جب کبھی آئل کی قیمتیں چینی کی قیمتوں سے بڑھیں گی تو یہ منتقلی صنعت کو چینی سے ہٹ کر ایتھانول کی پیداوار کا موقع فراہم کرے گی۔

حکومت نے پہلے بھی ایتھانول کے ترکیبی ایندھن متعارف کروانے کی کوشش کی تھی لیکن اسے مارکیٹ میں پذیرائی نہیں مل سکی تھی۔ اگرچہ دنیا بھر میں بہت سے ممالک ایسے ایندھن استعمال کر رہے ہیں تاہم ملکی معیشت میں ایسے ایندھنوں کے لیے آگہی اور منفی تعصبات کے باعث انھیں قبولیت نہ مل سکی۔ یہ اس حقیقت کے باوجود ہوا

کہ فیول ایتھانول عام گیسولین کے مقابلے میں بلند آر او این (ریسرچ اوکٹین نمبر) کے حامل ہیں۔ مزید برآں، چینی کی کچل کاری موسم کے بعد ایتھانول کی محدود دستیابی نے بھی ملک میں اس کے فروغ کو مجروح کیا۔

کھاد

ملکی کھاد کی پیداوار کو وسیع طور پر تین زمروں میں تقسیم کی جاسکتا ہے: (1) یوریا، جو بڑی، مستعد فرمز تیار کرتی ہیں، جنھیں ضمانت شدہ اور رعایتی نرخوں پر ملکی گیس کی رسد ملتی ہے اور جن کی پیداوار میں معمولی تغیر ہوتا ہے؛ (2) یوریا تیار کرنے والی چھوٹی فرمز، جن کے آپریشنز کا بیشتر انحصار قدرتی گیس کی تقسیم اور قیمت کے حوالے سے حکومتی فیصلے پر ہوتا ہے؛ اور (3) دیگر کھاد ساز (**شکل 2.16**)۔

شکل 2.16 الف: کھاد کی پیداوار

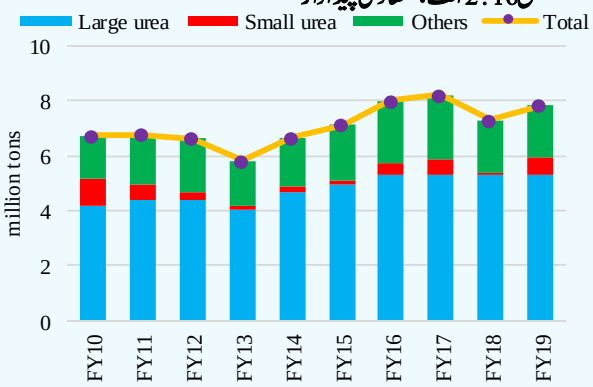

Data source: NFDC

شکل 2.16 ب: مالی سال 19-15ء کے پیداواری حصے میں اوسط حصہ

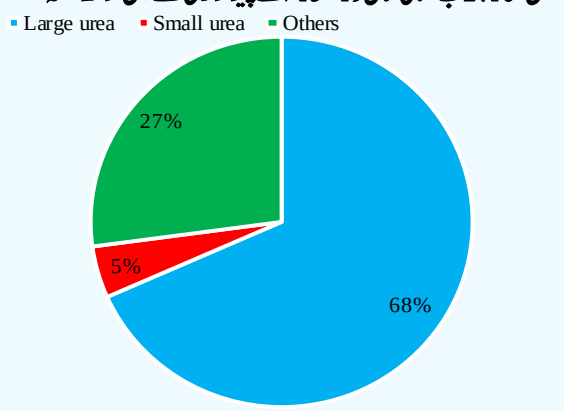

پاکستان یوریا کی پیداوار میں خود کفیل ہے، کیونکہ یہ صنعت اپنی پوری استعداد کے ساتھ ملکی ضروریات پوری کر سکتی ہے۔ جب چھوٹی ملیں دیگر صنعتوں کو گیس کی منتقلی کی وجہ سے پیداوار روک دیتی ہیں تو حکومت اس جنس کی درآمد کی اجازت دیتی ہے۔ اگرچہ توانائی کی مصنوعات میں آر ایل این جی کی شمولیت نے گیس کی مجموعی دستیابی بڑھا دی ہے تاہم یہ ملکی گیس کے مقابلے میں خاصی مہنگی ہے۔ چونکہ قدرتی گیس یوریا کی مجموعی لاگت کے 70 فیصد پر مشتمل ہوتی ہے اس لیے چھوٹی فرمز منڈی سے باہر ہو رہی ہیں۔

چھوٹی فرمز کو درپیش گیس کی رسد کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے حکومت نے مالی سال 19ء کے دوران آر ایل این جی کی نصف لاگت برداشت کرنے کا فیصلہ کیا، جس سے یوریا تیار کرنے والی چھوٹی ملوں کی سرگرمیوں کے احیا میں مدد ملی۔ ساتھ ہی بڑے یوریا اور کھاد سازوں کی پیداوار گذشتہ برس کی سطح پر ہی درج کی گئی۔ چنانچہ، مالی سال 19ء کے دوران ثابت ہو گیا کہ چھوٹی یوریا فرمز ہی نمو میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ صنعت کی مجموعی پیداوار میں اسی قدر توسیع ہوئی جتنا چھوٹی ملوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا، اور دورانِ سال 7.7 فیصد نمو درج کی گئی۔

تعمیرات سے منسلک صنعتیں

چونکہ معیشت روبہ زوال تھی لہٰذا تعمیرات سے منسلک صنعتیں (فولاد اور سیمنٹ) مالی سال 19ء کے دوران اپنی نمو کی سمت برقرار نہ رکھ سکیں اور ان میں نمایاں تخفیف ہوئی۔ سرکاری شعبے کے اخراجات، سی پیک اور نجی شعبے کی سرمایہ کاریوں کی مدد سے اپنی استعداد میں توسیع کے باعث حالیہ برسوں کے دوران اس شعبے میں متاثر کن نمو ہوئی تھی۔

مالی سال 19ء کے دوران سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں کے اخراجات کم ہو کر 1008.2 ارب روپے رہ گئے جبکہ مالی سال 18ء میں یہ 1456 ارب روپے تھے۔ ان اخراجات کا اہم جُز عموماً تعمیرات سے متعلق سرگرمیاں تھیں لہٰذا ان میں اخراجات کی نمایاں سست روی نے سیمنٹ اور فولاد کی صنعتوں کو مجروح کیا۔ اسی اثنا میں، جلد ثمر آور سی پیک منصوبوں (early harvest CPEC project) کی تکمیل سے شعبے کی نمو اور کم ہو گئی۔

نجی شعبے سے متعلق پیش رفتوں نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ نان فائلرز پر پابندیوں کے حوالے سے ریئل اسٹیٹ منڈی میں عدم یقینی نے بھی صنعت پر منفی اثر ڈالا۔[14] مزید یہ کہ، تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں اضافے، بالخصوص پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے بعد درآمدی اشیا نے بھی اس سست روی میں حصہ ڈالا۔ بڑھتی ہوئی لاگتوں اور غیر یقینی اقتصادی منظر نامے کی وجہ سے خریدار اور سرمایہ کار محتاط رہے جو مالی سال 19ء کے دوران ریئل اسٹیٹ کے لین دین میں بہت پست آمدنی پر منتج ہوا۔

سیمنٹ:

مالی سال 19ء کے دوران سیمنٹ کی پیداوار میں 3.0 فیصد کمی آئی جبکہ مالی سال 18ء میں 11.1 فیصد کی دوہندسی نمو ہوئی تھی۔ کارکردگی میں اس کمی کی بنیادی وجہ درج بالا عوامل ہو سکتے ہیں۔ مالی سال 19ء سے قبل گذشتہ 12 برسوں کے دوران بھرپور اقتصادی نمو کی وجہ سے اس شعبے میں 7.4 فیصد سالانہ نمو ہوئی تھی۔[15]

مالی سال 19ء کا انداز پہلے ہی طے ہو چکا تھا، کیونکہ عبوری حکومت کے تحت مالی سال کا آغاز سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبوں میں پست اخراجات اور نان فائلرز کے لیے 5 ملین روپے سے زائد کی جائیداد کی خریداری پر پابندی سے ہوا تھا۔ سال کے باقی ماندہ حصے میں نجی اور سرکاری دونوں شعبوں کی جانب سے پست طلب اس شعبے کے لیے ایک مسئلہ بنی رہی۔ تاہم، برآمدات میں اضافے نے ملکی منڈی میں ہونے والے کچھ نقصانات کا ازالہ کر دیا۔

شکل 2.17: سیمنٹ کی برآمدی مقدار

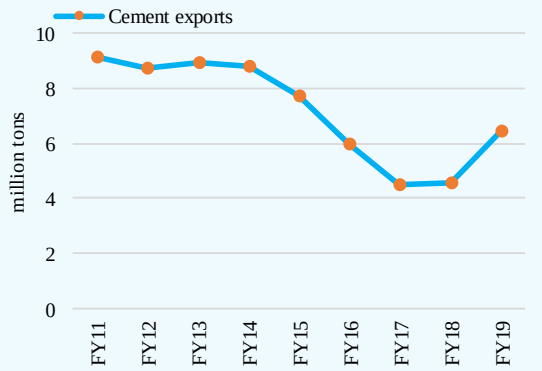

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 19ء کے دوران کئی برسوں سے جاری کمی کے بعد سیمنٹ کی برآمدی مقدار میں 40.5 فیصد نمو دکھائی دی (**شکل 2.17**)۔ اس کی بڑی وجہ کلنکر تھا، جو اس پراڈکٹ کی پست اکائی قدر کی وجہ ہے؛ ڈالر کے لحاظ سے برآمدات میں 21.9 فیصد کا اضافہ ہوا۔ برآمدی منڈی میں موجود تنوع بھی ایک سازگار پیش رفت تھی؛ پڑوسی ممالک کو اپنی روایتی منڈیوں میں مسلسل سست روی کا سامنا رہا، تاہم ملکی فرمز جنوبی افریقہ، مڈغاسکر، موزمبیق اور سری لنکا کی مارکیٹ میں اپنا حصہ حاصل کر لینے میں کامیاب رہیں۔

اس سست روی کے درمیان شعبے کی نصب کردہ استعداد میں گذشتہ برس کی سطح کے مقابلے میں 15.5 فیصد اضافہ درج کیا گیا۔ بڑے سیمنٹ ساز، جیسے بیسٹ وے سیمنٹ، لکی سیمنٹ اور ڈی جی خان سیمنٹ نے مالی سال 19ء کے دوران اپنی سیمنٹ کی گنجائش میں 7.7 ملین ٹن کا اضافہ کیا۔ اگرچہ یہ حوصلہ افزا ہے تاہم استفادے کی سطح جو مالی سال 18ء میں 90 فیصد سے بڑھ گئی تھی مالی سال 19ء میں گر کر 80 فیصد سے کافی نیچے چلی گئی۔ چونکہ ملکی طلب میں کمی کا سامنا ہے لہٰذا موجودہ صورتِ حال میں فروخت کو

[14] حکومت نے نان فائلرز پر 5.0 ملین روپے سے زائد کی جائیداد کی منتقلی اور خریداری پر پابندی عائد کر دی تھی۔

[15] اوسط میں مالی سال 11ء کی سست روی بھی شامل ہے جب صنعت میں 8.2 فیصد تخفیف ہوئی تھی۔

تیز کرنے کے لیے صنعت کو برآمدی منڈیوں پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ مزید برآں، پاکستانی روپے کی قدر میں حالیہ کمی اور شرحِ مبادلہ کو منڈی کی مبادیات سے ہم آہنگ کرنے سے صنعت کو عالمی سیمنٹ منڈی میں اپنا حصہ لینے کے ضمن میں مسابقتی فائدہ ملا ہے۔

فولاد

پست ملکی مانگ نے فولاد کی صنعت کی کارکردگی میں رکاوٹ ڈالی جس کے نتیجے میں مالی سال 19ء کے دوران 11.2 فیصد کی منفی نمو ہوئی۔ اس کی وجہ ہاؤسنگ، گاڑیوں، اور نقل و حمل کے شعبوں کی جانب سے طلب میں کمی ہے۔

پست طلب کے علاوہ شرحِ مبادلہ کی کمی نے بھی شعبے کی پیداوار میں نمایاں کردار ادا کیا۔ درآمد شدہ خام مال، جیسے اسکریپ اور کوئلہ مہنگے ہوگئے۔ مزید برآں، بجلی کی قیمتوں میں اضافے نے فولاد سازوں کی لاگت کو مزید بڑھا دیا۔ اس پس منظر میں، قیمتوں میں اضافہ درج کیا گیا (**شکل 2.18**)۔ جہاں تک تجارت کی بات ہے، مالی سال 19ء میں 8.3 فیصد کمی کے باوجود طلب کا خاصا بڑا حصہ درآمدت سے پورا کیا گیا۔ پست طلب کے باوجود ملکی صنعت ملک کی مجموعی ضروریات کا احاطہ کرنے سے قاصر تھی۔

شکل 2.18: فولاد کی مصنوعات کی قیمتوں کے اشاریے

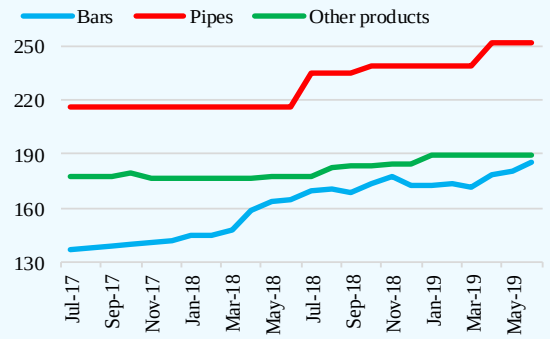

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

دواسازی

مالی سال 19ء کے دوران دواسازی میں 7.7 فیصد کی کمی درج کی گئی۔ مالی سال 06ء میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اشاریے کی اساس دوبارہ متعین کیے جانے کے بعد یہ دوسری بار تھا جب اس صنعت میں تخفیف ہوئی۔ یہ تنزلی صحت کی صورتِ حال کے لیے مضمرات کی حامل ہے اور یہ رجحان بڑھتی ہوئی آبادی کے برخلاف ہے؛ جبکہ 2.4 فیصد کی درج کردہ سالانہ شرحِ نمو کے مطابق ملک میں ہر سال 5 ملین سے زائد افراد کا اضافہ ہو رہا ہے۔

دواسازی کی صنعت کی کارکردگی میں اس وسیع البنیاد ابتری کی وجہ متعدد عوامل تھے۔ پہلی، دوا کی قیمت بندی کی ناقص پالیسی۔ دواساز اداروں اور ڈی آر اے پی کے مابین قیمت کے تعین کے طریقہ کار پر مستقل تنازعے کے ساتھ قیمتوں کے ردوبدل میں ضوابطی تاخیر کچھ عرصے تک صنعت میں نمو کے امکانات کے لیے رکاوٹ بنے رہے (جیسا کہ اس سے قبل اسٹیٹ بینک کی ایک رپورٹ میں روشنی ڈالی جاچکی ہے)۔[16]

بالخصوص عام ادویات کی تیاری میں سرمایہ کاری کی پست سطح سے بھی صنعت کو دھچکا پہنچا، خصوصاً جنرک دواؤں کی تیاری میں۔ پاکستان اب بھی پڑوسی ممالک سے درآمدات شدہ خام مال پر انحصار کرتا ہے۔ ان درآمدات کی لاگت سالانہ ایک ارب ڈالر ہوتی ہے جن میں سے بیشتر جنرک ادویات ہوتی ہیں۔

ایک اور پیش رفت جو اس کارکردگی کی وجہ بیان کرنے میں مددگار ہوسکتی ہے وہ دواسازی کی صنعت کے لیے ایل ایس ایم سروے میں رپورٹنگ کرنے والے اداروں سے منسلک ہے۔ بعض فرمیں جو رپورٹنگ نہیں کر رہی ہیں وہ سازگار کاروباری مواقع اور بہتر ضوابطی ماحول کی وجہ سے اپنی پیداواری سرگرمیوں کو ملک کے جنوب سے شمال کی جانب منتقل کرچکی ہیں۔

[16] دیکھیے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر رپورٹ برائے دوسری سہ ماہی، مالی سال 19ء

برقی مصنوعات

مالی سال 19ء کے دوران برقی مصنوعات کے شعبے میں نمو کی بڑی وجہ برقی موٹریں تھیں جنھوں نے نمو کے گذشتہ برس کے انداز کو جاری رکھا۔ رواں برس موٹروں کی پیداوار میں 23.3 فیصد اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 18ء میں 354.0 فیصد کی بھاری نمو ہوئی تھی۔ چونکہ بہت سی صنعتوں اور تیار اشیا، جیسے واشنگ مشینوں، ریفریجریٹروں، ڈیپ فریزروں اور ایئر کنڈیشنروں میں موٹریں استعمال ہوتی ہیں، اس لیے اس ذیلی شعبے کی نمو بڑھ گئی۔ بجلی کی رسد میں بہتری نے بھی اس بھرپور نمو میں حصہ لیا۔

اسی دوران جب ملکی کھپت میں کمی کا رجحان موجود تھا، برقی موٹروں کی طلب میں اضافہ بڑے آلات بنانے والوں کی نمو میں نمایاں اضافے کا پوری طرح احاطہ نہیں کر سکتا۔ رپورٹ کرنے والے ایل ایس ایم اداروں میں اضافہ، جو 17 سے بڑھ کر 28 ہوگئے، اس نمایاں نمو کی وجہ ہو سکتا ہے۔

پیٹرولیم مصنوعات

مالی سال 19ء کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار کو 8.4 فیصد کمی کا سامنا رہا، جبکہ اس سے پہلے دو ہندسی نمو ہوئی تھی۔ پیٹرول، ڈیزل اور فرنس آئل کی فروخت، جو حالیہ برسوں میں نمو کی اہم وجہ تھے، مالی سال 19ء کے دوران ان میں سست روی یا تخفیف ہوگئی۔

شکل 2.19: مختلف ذرائع سے بجلی کی پیداوار

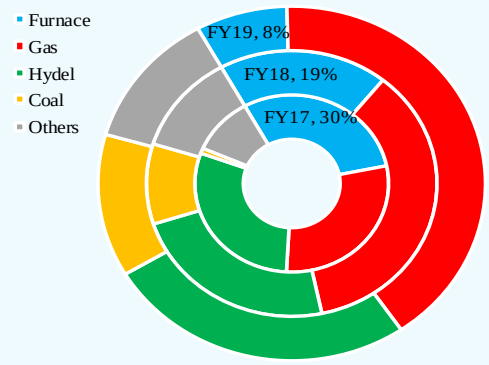

Data source: NEPRA

اگرچہ پیٹرول کی پیداوار میں اب بھی مثبت نمو درج کی گئی تاہم اس کی رفتار تیزی سے گھٹ گئی۔ سڑکوں پر نجی گاڑیوں کی تعداد میں اضافے کے باعث نجی شعبے کی جانب سے نان کمرشل مقاصد کے لیے مضبوط طلب اس کی بڑی وجہ تھی۔ تاہم، رفتار میں کمی کی وجہ فیول مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے اور کمرشل سرگرمیوں میں کمی کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی اثنا میں صنعتی اور ٹرانسپورٹ کے زمروں کی جانب سے ڈیزل مارکیٹ میں سست اضافے نے پیداواری سرگرمیوں کو متاثر کیا۔ مالی سال 18ء میں فرنس آئل کے حوالے سے حکومتی پالیسی میں تبدیلی کے نتیجے میں مالی سال 19ء کے دوران اس زمرے کی پیداوار میں کمی آئی۔ دورانِ سال بجلی کی پیداوار میں فرنس آئل کی جگہ آر ایل این جی کو واضح طور پر ترجیح دی گئی (**شکل 2.19**)۔

شکل 2.20: ٹیکسٹائل شعبے کی نمو

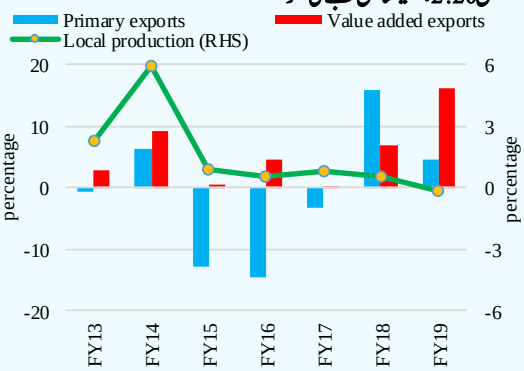

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

ریفائنریاں ہائیڈرو کریکنگ یونٹس پر سرمایہ کاری کے ذریعے پالیسی اقدامات کے ساتھ مطابقت کر رہی ہیں۔ پی آر ایل نے یورو II کا تخصیصی ایندھن تیار کرنے کے لیے ڈیزل ہائیڈرو سلفرائزیشن میں ایک ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا فیصلہ کیا ہے۔ مزید یہ کہ سعودی عرب کی تکنیکی اور مالی امداد سے گوادر میں ایک مجوزہ ڈیپ کنورژن ریفائنری کا قیام بھی ملک میں صاف ایندھنوں کی پیداوری استعداد بڑھائے گا۔ اگرچہ ان منصوبوں کے لیے وقت درکار ہے تاہم صنعت کی طویل مدتی نمو کے امکانات روشن ہیں۔

ٹیکسٹائل

ٹیکسٹائل شعبے کے لیے یہ سال دشوار رہا؛ صنعت میں 0.2 فیصد تخفیف ہوئی جبکہ مالی سال 18ء میں 0.5 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ گذشتہ پانچ برسوں میں 0.5 فیصد اوسط نمو کے ساتھ شعبے میں جمود برقرار رہا۔ یہ بنیادی ٹیکسٹائل مصنوعات جیسے سوتی دھاگے کی برآمدات میں پست نمو سے مطابقت رکھتا ہے۔ دوسری طرف، ایل ایس ایم کا ڈیٹا

بلند قدرِ اضافی کی حامل مصنوعات تیار کرنے والے ان اداروں کی کارکردگی کا پوری طرح احاطہ نہیں کرتا ہے، جن کی برآمدات میں مالی سال 19ء کے دوران اضافہ ہوا۔ **شکل 2.20** اس نکتے کی وضاحت کرتی ہے، مالی سال 19ء میں بلند قدرِ اضافی کی حامل اشیا کے مقابلے میں بنیادی ٹیکسٹائل برآمدات کی مقدار میں نمو نسبتاً پست رہی۔

شعبے کا مزید تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ پٹ سن اور اونی مصنوعات مستقل زوال پذیر حالت میں ہیں۔ گذشتہ برسوں میں ان اجناس کی پیداوار کم ہوئی جس نے ٹیکسٹائل شعبے کی مجموعی کارکردگی پر اثر ڈالا۔ تاہم ٹیکسٹائل گروپ میں کپاس پر مبنی صنعت کے غالب حصے (96.3 فیصد) کے مقابلے میں ان دونوں کا حصہ 4 فیصد سے کم ہے۔

شکل 2.21: شعبۂ خدمات کی کارکردگی

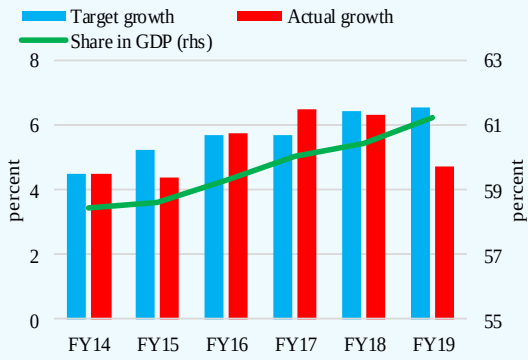

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

2.4 خدمات:

مالی سال 19ء کے دوران خدمات کے شعبے میں 4.7 فیصد نمو ہوئی جو سالانہ ہدف سے 1.8 فیصدی درجے کم تھا۔ یہ گذشتہ چند برسوں کے دوران خدمات کی حقیقی اور ہدف کردہ شرحِ نمو سے سب سے زیادہ انحراف تھا (**شکل 2.21**)۔

گذشتہ برس کے مقابلے میں تھوک اور خردہ تجارت کے زمرے میں نصف سے زائد نمو ہوئی، جس کی جزوی وجہ اجناس کے پیداواری شعبوں میں پست کارکردگی کو قرار دیا جاسکتا ہے (**جدول 2.9**)۔ تاہم، ایل ایس ایم اور فصلوں میں خالص تخفیف کے باوجود اب بھی تھوک اور خردہ تجارت میں مجموعی اضافہ ہوا۔ مقامی فروخت اور خدمات کے ایک جُز نے اچھی کارکردگی دکھائی، منقولی شہادتیں ای کامرس اور میگا شاپنگ مالز کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو ظاہر کرتی ہیں۔ مالی سال 19ء کے دوران، علاوہ پیٹرولیم مصنوعات، سیلز ٹیکس کی وصولی میں اضافے سے اس تاثر کو مزید تقویت ملی۔ مزید برآں، پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے دوران درآمدات کی مہنگائی سے زائد قیمت کے اثر سے اس رجحان کی جزوی عکاسی ہوئی۔

جدول 2.9: شعبۂ خدمات کی شعبہ وار کارکردگی*

فیصد

جی ڈی پی میں حصہ – مالی سال 19ء	نمو		خدمات کی نمو میں حصہ	
	مالی سال 18ء	مالی سال 19ء	مالی سال 18ء	مالی سال 19ء
تھوک و خردہ تجارت	18.9	6.6	3.1	2.0	1.0
ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری، مواصلات	12.9	2.1	3.3	0.5	0.7
دیگر نجی خدمات	11.0	8.1	7.1	1.4	1.2
عمومی سرکاری خدمات	8.4	11.8	8.0	1.5	1.1
مکاناتی خدمات	6.6	4.0	4.0	0.4	0.4
مالیات اور بیمہ	3.5	7.0	5.1	0.4	0.3
خدمات	**61.2**	**6.3**	**4.7**	**6.3**	**4.7**

*مالی سال 19ء کے لیے عبوری اعداد و شمار؛ مالی سال 18ء کے لیے نظر ثانی شدہ اعداد و شمار

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

مالی سال 19ء کے دوران ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری، اور مواصلات کے زمروں میں 3.3 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس کی کارکردگی سے بہتر ہے۔ تقریباً 93 فیصد کے ساتھ تین ذیلی شعبوں، یعنی روڈ ٹرانسپورٹ، مواصلات اور فضائی سفر نے ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے مجموعی اضافۂ قدر میں اپنا حصہ برقرار رکھا۔[17] ان میں، روڈ ٹرانسپورٹ خدمات گذشتہ برس کے مقابلے میں دوگنا ہوگئیں (**شکل 2.22**)۔ سی پیک کے باعث نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی تیز ہونے والی سرگرمیوں نے سڑکوں کے نیٹ ورک کی توسیع میں حصہ لیا۔ ان میں مشرقی الائنمنٹ میں 3005 کلومیٹر لمبائی کی سڑکوں کی تکمیل کے 17 مختلف مختصر تا وسط مدتی منصوبے جبکہ مغربی الائنمنٹ میں 1799 کلومیٹر لمبائی کی سڑکوں کے 6 مختلف مختصر تا وسط مدتی منصوبے شامل تھے۔[18] مالی سال 19ء کے دوران متعدد زمروں میں مکمل ہونے والے اور کچھ سرگرمیوں کے اگلے سال تک طول پکڑنے والے کام کے ساتھ نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے اپنے موٹروے نیٹ ورک میں توسیع کو جاری رکھا (**جدول 2.10**)۔

شکل 2.22: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات- تین بھاری زمروں کے جی وی اے میں نمو

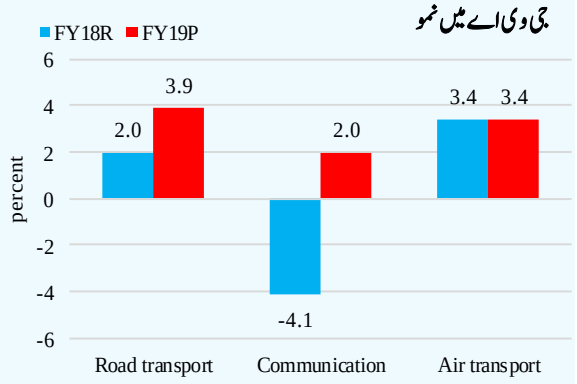

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جدول 2.10: موٹروے نیٹ ورک

موٹروے	لمبائی (کلومیٹر)	صورتِ حال
اسلام آباد تا لاہور-ایم2	357	مکمل
لاہور تا عبدالحکیم-ایم3	230	مکمل*
پشاور تا اسلام آباد-ایم1	156	مکمل
شورکوٹ تا خانیوال-ایم4	64	مکمل
گوجرہ تا شورکوٹ-ایم4	62	مکمل
فیصل آباد تا گوجرہ-ایم4	58	مکمل
پنڈی بھٹیاں تا فیصل آباد-ایم4	57	مکمل
خانیوال تا ملتان-ایم4	56	مکمل
کراچی تا حیدرآباد (ایم-9)	136	تکمیل: جون 2019ء
سکھر تا ملتان (ایم-5)	392	تکمیل: ستمبر 2019ء
سیالکوٹ تا لاہور	91	تکمیل: دسمبر 2019ء
ہکلہ تا ڈیرہ اسمٰعیل خان	285	تکمیل: جون 2020ء
حویلیاں تا مانسہرہ	39	زیرِ تعمیر
ہزارہ موٹروے (ای-35)	59	زیرِ تعمیر
حیدرآباد تا سکھر (ایم-6)	296	پروکیورمنٹ کے مرحلے میں

*اخباری رپورٹ کی روشنی میں تازہ ترین صورتِ حال

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 19-2018ء

مالی سال 18ء میں دیکھی گئی کمی کے بعد دورانِ سال مواصلات کے ذیلی شعبے کی نمو میں بھی کسی قدر بحالی آئی۔ ٹیلی کام میں سیلولر گنجانیت اور براڈبینڈ کا نفوذ اختتامِ جون 2019ء تک بڑھ کر بالترتیب 76.8 فیصد اور 33.8 فیصد ہوگیا جبکہ گذشتہ برس بالترتیب 72.8 فیصد اور 28.3 فیصد تھا۔[19] اسی اثنا میں فضائی سفر کی خدمات میں مجموعی اضافۂ قدر کی نمو گذشتہ برس کی سطح کے برابر ہی رہی۔

مالی سال 19ء کے دوران ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے تین غالب ذیلی شعبوں کے علاوہ ریلوے خدمات کا اضافۂ قدر 38.9 فیصد بڑھ گیا۔ پاکستان ریلوے کی کارکردگی کے بعض اظہاریوں نے اس کی نمو کے امکانات ظاہر ہوئے (**جدول 2.11**)۔ بالخصوص مسافروں کے جُز میں نمو بڑھ گئی کیونکہ دورانِ سال متعدد نئی ٹرینوں کا آغاز کیا گیا۔

[17] مالی سال 19ء کے دوران روڈ ٹرانسپورٹ، مواصلات اور فضائی نقل و حمل کا ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے زمروں کے جی وی اے میں بالترتیب 71.3 فیصد، 15.4 فیصد اور 6.3 فیصد حصہ تھا۔ آبی نقل و حمل (3.7 فیصد)، ذخیرہ کاری (2.6 فیصد)، ریلوے (0.6 فیصد)، اور پائپ لائن ٹرانسپورٹ (0.1 فیصد) باقی ماندہ میں شامل ہیں۔

[18] ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 19-2018ء

[19] ڈیٹا کا ماخذ: پی ٹی اے۔ براڈبینڈ کا نفوذ صارفین کی تعداد اور مجموعی آبادی کا تناسب ہے جسے فی 100 باشندوں کے براڈبینڈ داخل کو ظاہر کرنے کے لیے کو 100 سے ضرب دیا جاتا ہے۔ اسی طرح سیلولر گنجانیت فی 100 باشندوں کے سیلولر نمبرز کی تعداد کو ظاہر کرتی ہے۔

مالی سال 18ء کے مقابلے میں مالیات اور بیمہ کی خدمات میں سست روی کا سامنا رہا، جو جدولی بینکوں کے جی وی اے پیٹرن کی عکاسی کرتا ہے، جس کا اس زمرے میں سب سے بڑا حصہ ہے (**جدول 2.12**)۔ مالی سال کے آخری ہفتے کی تیزی کو چھوڑ کر گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 19ء کے بیشتر حصے میں امانتوں کی نمو پست رہی۔[20] بینکوں کی جانب سے نجی شعبے کے قرض کی نمو بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں پست تھی (تفصیل کے لیے دیکھیے **باب 3**)۔[21] میوچل فنڈز کی کارکردگی بھی بحیثیتِ مجموعی پست تھی؛ ان اداروں کا جزدان عام طور پر ایکویٹی مارکیٹ میں سرمایہ کاریوں پر مشتمل ہوتا ہے، جس نے مالی سال 19ء کے دوران ابتر کارکردگی دکھائی۔[22] اس کے مقابلے میں بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ کی کارکردگی خاصی بہتر تھی، جبکہ مالی سال 19ء کے دوران ان کی نمو کی وجہ گذشتہ برس تیار کی گئی بلند اساس تھی۔ جہاں تک مرکزی بینک کا تعلق ہے، شرحِ مبادلہ کی کمی کی وجہ سے دورانِ سال اس کی مجموعی قدرِ اضافی گھٹ گئی۔

حکومت کی کفایت شعاری کی جانب پیش قدمی کے باوجود خدمات کے شعبے میں عمومی حکومتی خدمات مسلسل تیز ترین نمو کا زمرہ رہا۔ اگرچہ مالی سال 18ء کے مقابلے میں اس میں سست روی آئی تاہم، زمرے کی نمو نسبتاً مستحکم رہی جس کی وجہ حاضر خدمت اور ریٹائر ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنوں میں حقیقی اضافے کو قرار دیا جاسکتا ہے۔

جدول 2.11: پاکستان ریلوے کی کارکردگی

	جولائی تا فروری مالی سال 18ء	جولائی تا فروری مالی سال 19ء	نمو
مسافروں کی تعداد (ملین)	35.9	39.9	11.1
مسافروں کی آمدورفت (کلومیٹرز)	16,753.2	18,745.8	11.9
فریٹ (ملین ٹن)	5.2	5.3	1.9
فریٹ (کلومیٹرز)	4,887.4	5,269.6	7.8
مجموعی آمدنی (ملین روپے)	30,891.2	34,066.1	10.3

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان اقتصادی سروے 19-2018ء

مالی سال 20ء میں خدمات کے شعبے میں زوال کے بعض خطرات موجود ہیں۔ ان میں سے ایک موٹر وہیز اور ہائی ویز پر ایکسل لوڈ کنٹرول کا نظام کا ہموار نفاذ ہے، جس کا مسئلہ مالی سال 19ء کے تقریباً اختتام پر پیش آیا تھا۔ اس نظام کا بنیادی مقصد گاڑیوں کی اوور لوڈنگ سے نمٹنا تھا تاکہ سڑکوں کے انفراسٹرکچر کی حفاظت کی جاسکے اور اوور لوڈنگ سے ہونے والے حادثات سے بھی بچا جاسکے۔ تاہم، اس اقدام کو دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ کاروباری کمیونٹی اور ٹرانسپورٹروں کے بعض حلقوں کی جانب سے سخت مزاحمت کا بھی سامنا تھا، جنھوں نے یہ جواز پیش کیا کہ اس سے اشیا کی وقت ترسیل میں رکاوٹ ہوگی اور دیگر مسائل کے ساتھ کاروباری لاگت کو بھی غیر ضروری طور پر بڑھائے گا۔ ابتدائی طور پر جون 2019ء میں اس فیصلے کو مؤخر کر دیا گیا لیکن اگلے ماہ اس پر عمل درآمد شروع ہوگیا۔ بالخصوص ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات نیز تھوک اور خردہ تجارت، یعنی دو زمرے جو عموماً خدمات کے شعبے میں سرگرمی لاتے ہیں، پر اس کے اثرات دیکھے جارہے ہیں۔ مہنگائی پر بھی اس کا منفی اثر پڑ سکتا ہے۔

جدول 2.12 : مالیات اور بیمہ

فیصد

	مالی سال 19ء میں حصہ	نمو	
		مالی سال 18ء	مالی سال 19ء
دیگر مالی وساطت	87.0	8.8	6.2
جدولی بینک	82.1	7.5	5.3
غیر جدولی بینک	4.9	46.1	24.6
مالی خدمات سے منسلک سرگرمیاں	5.2	-21.7	-7.3
بیمہ، نوبیمہ اور پنشن فنڈ	5.0	26.3	12.8
مرکزی بینکاری	1.7	15.7	-12.5
دیگر مالی خدمات	1.1	-3.7	-8.2
مالیات اور بیمہ	**100.0**	**7.0**	**5.1**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

[20] یکم جولائی 2018ء تا 21 جون 2019ء کے دوران امانتوں میں 4.7 فیصد نمو ہوئی جبکہ یکم جولائی 2017ء تا 22 جون 2018ء کے دوران 5.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اختتام جون مالی سال 19ء تک یہ بڑھ کر 10.6 فیصد ہوگئی تھی جبکہ مالی سال 18ء کے دوران یہ 8.8 فیصد ہوئی تھی۔ اثاثوں کی ڈیکلریشن اسکیم کی میعاد 30 جون 2019ء اور دیگر دستاویزیت کے اقدامات کی وجہ سے یہ پیش رفتیں ہوئیں۔

[21] مالی سال 19ء کے دوران بینکوں کی جانب سے نجی شعبے کا قرض میں 11.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ ایک برس قبل 14.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔

[22] میوچل فنڈ کے جی وی اے کا احاطہ مالی خدمات کی معاون سرگرمیوں کے ذیلی زمرے میں کیا جاتا ہے۔